واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا
اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو
(آل عمران (۱۰۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایما رجل قال لاخیه یا کافر فقد باء بها احد هما
جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے وہ کفر ان دونوں میں سے ایک پر پڑتا ہے
(حدیث متفق علیہ)

تحفظ ختم نبوت کا حقیقی داعی واحمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا کا ترجمان

ماہنامہ
چودھویں صدی
دہلی

مدیر
ممتاز عالم

میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا نہ نیا۔ (فرمان مجدد صد چہار دہم)

مدیر اعزازی
عبدالغفار

فی شمارہ ۱۰ اروپے
سلانہ چندہ۔ ۱۰۰ اروپے بیرون ملک ۱۰ اپونڈ۔ ڈالر امریکن ۱۲ اڈالر

جلد نمبر ۲	اپریل / ۲۰۰۱ء مطابق محرم الحرام ۱۴۲۲ھ	شمارہ نمبر ۱۴

اس شمارے میں

۱۔ اداریہ
۲۔ جماعتی تنظیم اور ہماری ذمہ داریاں
۳۔ حرم کعبہ کے ناظم اعلیٰ کا بیان ....
۴۔ آخری زمانہ میں دجال صفت قوموں کے خروج کے متعلق رسول اکرمؐ کی پیشگوئیاں
۵۔ تحریک احمدیت کا صحیح مفہوم
۶۔ احکام اسلام میں نماز کی اہمیت
۷۔ حضرت مرزا صاحب علماء اور دانشوروں کی نظر میں
۸۔ فضائل یوم عاشوراء
۹۔ ہمارا تعارفی و تبلیغی لٹریچر

کلام حضرت مسیح موعود

خدا اسے وہی لوگ کرتے ہیں پیار	جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب	کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جان بار بار	ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے	وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

(نشان آسمانی ص: ۴۶)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

قارئین حضرات! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

ہمارا چودھواں شمارہ آپ کے پیش نظر ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ماہنامہ چودھویں صدی ایک خالص دینی ودعوتی جریدہ ہے اور چودھویں صدی کے مجدد بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے تجدیدی مشن کا علمبردار ہے۔ اس کا پہلا شمارہ مارچ ۲۰۰۰ء میں راجدھانی دہلی سے چھپ کر منظر عام پر آیا تھا۔

مارچ ۲۰۰۰ء سے مسلسل شائع ہو رہا ہے اور ہر شمارہ اپنے اندر ایک نہ ایک رنگ میں اتحاد واتفاق کا پیغام لے کر قارئین کی خدمت ایک سال سے پیش ہو تا رہا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ یہ مؤقر ماہنامہ لوگوں کے دلوں میں گھر کر تا جا رہا ہے۔

معزز قارئین کی جانب سے رسل ورسائل کا سلسلہ جاری ہو چکا ہے فالحمد اللہ علیٰ ذٰلک مسلمانوں کی موجودہ نسل ان حالات سے بالکل بے خبر ہے۔ جو حالات آج سے ڈیڑھ صدی پہلے دنیا میں ظہور پذیر ہوئے تھے۔ آج ہم غیروں کے یلغار سے بالکل محفوظ اور بڑی آزاد فضا میں سانس لے رہے ہیں۔ اور ہمارا دین اسلام بھی دشمنوں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ ہے۔ آج ہمارے دین کو کوئی بیرونی خطرہ نہیں ہے۔ مگر انیسویں صدی عیسوی میں ہمارے بزرگوں کے حالات دگرگوں تھے۔ اور وہ مسلمانوں کے لئے بڑا ہی پر آشوب زمانہ تھا۔ ان کی حکومتیں اور سلطنتیں تاخت وتاراج ہو چکی تھی اور یورپ کی استعماری طاقتوں نے غلامی کا طوق ان کی گردنوں میں ڈال دیا تھا اور دین جو ان کے وجود کو قائم وبرقرار رکھنے کا آخری سہارا تھا اس پر بھی ڈاکے پڑنے شروع ہو چکے تھے اور نام نہاد علماء کا یہ عالم تھا کہ بجائے سر پر کفن باندھ کر دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے۔ حجرہ نشین ہو گئے تھے۔ کیوں کہ ان کا سطحی علم دشمن کے علم کے مقابلہ میں پرکاہ کی بھی حیثیت نہ رکھتا تھا ہندوستان دنیا کے تمام مذاہب کا اکھارہ بن چکا تھا۔ اور عیسائی مذہب کے جھنڈے چاروں طرف لہرا رہے تھے اس مذہب کو اپنی حکومت کی پشت پناہی بھی حاصل تھی اور ہندوستان بھر میں کوئی ایک شخص بھی دکھائی نہ دیتا تھا جو صلیبی جھنڈوں کو سرنگوں کر کے دکھا دیتا۔ جو اس زمانہ میں علماء تھے وہ محض فروعی اختلافات کی بناء پر باہم دست وگریباں دکھائی دیتے تھے اور ان کے نزدیک ایک دوسرے کو کافر قرار دینا ہی اسلام کی اصل خدمت تھی گرچہ دشمن ان کے نام ونشان ہی کو مٹانے پر تلا بیٹھا ہو۔ انہیں شب وروز کی باہمی تکفیر بازی سے ہی فرصت نہ ملتی تھی۔

ان حالات میں جبکہ کشتی اسلام بھور میں پھنسی ڈوبنے کو تھی تو خدا تعالیٰ نے اُمت مرحومہ پر رحم کھایا اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صورت میں ایک ناخدا بھیج دیا جس نے اسلام کی ڈوبتی کشتی کو بھور سے نہ صرف باہر نکالا بلکہ ساحل مراد پر اسے لانے میں بڑی شان وشوکت سے کامیاب ہوا۔ اور پادریوں کے یہ خواب کہ چند برسوں کے اندر اندر صلیبی جھنڈا دہلی کی شاہی مسجد پر نصب کر دیا جائے گا۔ کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

بڑے ہی تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ مسلمانوں کی نگاہ حضرت مرزا صاحب کی ایسی عظیم الشان اور بے مثال کامیابی پر نہیں پڑتی اور جب دیکھو طوفان بدتمیزی برپا کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

حالاں کہ حضرت مرزا صاحب نے ہمیشہ اپنی طرف دعویٰ نبوت کے انتساب کو علماء کا افتراء قرار دیا ہے۔ آپ کا ختم نبوت پر مکمل ایمان تھا۔ بلکہ آپ کے مخالف علماء حضرت محمد خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا مانتے ہیں جو کہ ختم نبوت کے منافی ہے اور ختم نبوت پر ایک کاری ضرب ہے ایسے غلط عقیدہ کی گنجائش شریعت اسلامیہ میں ہرگز نہیں جسے مولوی صاحبان اپنے دلوں میں جگہ دے رکھی ہے اور عوام میں اس کی اشاعت کرتے پھرتے ہیں حضرت مرزا صاحب نے اپنی تصنیفات میں بشد ومد اس غلط عقیدہ کا رد فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں ”آنحضرت ﷺ کے خاتم النبین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبیؐ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا“ (نشانِ آسمانی ص ۲۸) ”آنحضرت ﷺ کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں“ (چشمہ معرفت صفحہ ۸۲) آپ دعویٰ نبوت کی رد میں فرماتے ہیں۔“ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں“ (ایک غلطی کا ازالہ)

﴿بقیہ صفحہ ۸ کالم ۲ پر﴾

جماعتی تنظیم اور ہماری ذمہ داریاں

قیام جماعت سب سے بڑی نعمت ہے۔

ارشادِ باری تعالےٰ ہے :۔

واذکروانعمت الله علیکم اذکنتم اعدآءً فاّ لف بین قلو بکم فاصبحتم بنعمتهٖ اخواناً ٥ (۱۰۳۔۳)

لوا نفقت مافی الارض جمیعاً ما اَلّفت بین قلوبهم ولکن الله الف بینهم (۶۳۔۸)

ترجمہ :۔ ”اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم باہم دشمن تھے اور اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس نعمت عظمٰی سے بھائی بھائی بن گئے۔

”(اے نبی ﷺ) اگر تو زمین میں موجود ساری مال و دولت بھی خرچ کر دیتا تب بھی ان پراگندہ اور منتشر اذہان و قلوب میں الفت پیدا نہ کر سکتا۔ لیکن یہ اللہ تعالےٰ کا ہی خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے ان خون آشام قلوب کو اخوت کے آب حیات سے سیر کر دیا اور یہ منتشر افراد جماعت جیسی نعمت سے مالا مال ہو گئے۔

پس ہمیں اللہ کی اس نعمت عظمٰی کی قدر کرنی چاہئے۔ خدانخواستہ اگر یہ نعمت ہم سے چھین گئی تو سمجھو وہی خاتمہ کا دِن ہوگا۔ اس نعمت کے قیام وبقا کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہم پر کچھ ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ ان میں بعض ذمہ داریاں اجتماعی رنگ کی ہیں اور بعض انفرادی۔

ہماری اجتماعی ذمہ داریاں

(۱) ایک دوسرے سے تعلق بنائے رکھو

یاایهاالذین آمنوا اصبرو اوصابروا ورابطوا (۲۰۰۔۳)

”اے ایمان والو! صبر کرو اور مقابلے میں بڑھ کر صبر دکھاؤ۔ اور باہم ربط اور اتحاد کا مظاہر کرو۔“

رابطوا۔ رَبَطَهٗ۔ اس سے باندھ دیا۔ الرابطه۔ تعلق، بندھن، رشتہ ربط، ارتباط ایک دوسرے کو تھامے رکھنا، تعلق بنائے رکھنا، ربط قائم رکھنا۔ اِسی ربط و اتحاد کے پیش نظر قرآن پاک دُوسری جگہ مسلمانوں کو بنیان مرصوص ایک مضبوط سیسہ پلائی ہوئی دیوار سے موسوم کرتا ہے۔

باہمی تعلقات کی استواری کے لئے بہت سارے ذرائع رکھے گئے ہیں۔ مثلاً نماز، درسِ قرآن، جلسہ سالانہ، میٹنگیں وغیرہ۔ ہمیں ان مواقع کا بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

(۲) اتحاد کو برقرار رکھو

مومنوں کی بنیان مرصوص اُسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک وہ یک جہتی اور اتفاق کو قائم رکھیں۔ مومنوں کا باہمی افتراق وانتشار دیوار کی پائیداری میں رخنہ ڈال سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم سے تعلقات توڑنا ”یعنی اتحاد و اتفاق“ میں دراڑ ڈالنا منافقین کا کارنامہ قرار دیتا ہے۔ فرمایا :۔

یقطعون ما امر الله به ان یوصل (۲۷۔۲)

یعنی یہ نانہجار قوم ان تعلقات کو پارہ پارہ کرکے رکھ دیتی ہے جن کے بارے میں اللہ کا واضح ارشاد یہ ہے کہ ان کو مضبوط اور مزید استوار کیا جائے۔

اس کے برعکس مومنوں کی شان ملاحظہ فرمائیں۔ فرمایا ہے۔

والذین یصلون ما امرالله بهٖ ان یوصل (۲۱۔۱۳)

یعنی یہ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو ان تمام روابط و ضوابط کو بنائے رکھتے ہیں جن کے قیام کا اللہ نے حکم دے رکھا ہے۔ بالفاظ دیگر مومن لوگ جماعتی اتفاق و اتحاد کو ہر قیمت پر برقرار رکھتے ہیں کیوں کہ ایسا کرنا اُن کے مولیٰ کا حکم ہے۔

(۳) باہمی تنازعات پیدا نہ کرو

واطیعوا الله ورسوله ولا تنا زعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم (۱۴۶۔۸)

ترجمہ :۔ ”اور اللہ اور اسکے مقدس رسول (صلعم) کی فرمانبرداری کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ تم ہمت ہار دو گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔“

فشل، کمزور، بزدل ہو جانا۔ الید الفشلاء۔ بائیاں ہاتھ، جو دائیں کے مقابل عموماً کمزور ہوتا ہے۔

ریح۔ ہوا کا چلنا، حرکت کرنا، الریح، نصرت، غلبہ، قوت، حرکت گویا جھگڑے پیدا کرنے سے کام کرنے کی صلاحیت چھن جاتی ہے اور قوم کمزوری کا شکار ہو جاتی ہے۔ ہمیں اس مذموم حرکت سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہئے۔

(۴) تفرقہ سے بچو

تفرقہ کے معنی ہیں الگ الگ ڈفلی بجانا۔ گروپوں اور پارٹیوں میں بٹ جانا۔ یہ حرکت ملتِ واحدہ کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیتی ہے۔ اس رجحان کو سم قاتل سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کی سزا بھی کچھ کم نہیں ہے۔ فرمایا ہے :۔

ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعاً لست منہم فی شئ (۶۔۱۵۹)

"وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور کئی ٹولیوں اور گروپوں میں بٹ گئے۔ اے نبیؐ! تیرا ایسے لوگوں کے ساتھ کچھ سروکار نہیں" گویا مرکز سے علیحدہ ہو کر کام کرنا دین کھو دینے کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں دوسری جگہ (۶۔۶۵) تفرقہ بازی کو عذاب الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ ہمیں اس عذاب سے بچنا چاہئے۔

۵۔ عفو اور درگزر کرنا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مومنوں کو یہ تلقین فرماتا ہے :۔ ولیعفوا ولیصفحوا (۲۲۔۲۴) "اور مومنوں کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کی خطائیں معاف کیا کریں اور یہ بھی چاہئے کہ وہ درگزر سے کام لیا کریں۔"

یہ تو عام حکم رہا۔ دوسری جگہ سچے مومنوں کی صفات عالیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے :۔ والکٰظمین الغیظ والعافین عن الناس (۳:۱۳۴)

"یعنی وہ سخت غضب کو دبا لینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہوتے ہیں۔" عفو۔ کسی ناپسندیدہ بات کو زیادہ اہمیت نہ دے کر بنا الجھے آگے نکل جانا۔

انفرادی ذمہ داریاں

(۱) اطاعت امیر

قرآن پاک میں مومنوں کے بارے میں آتا ہے :۔

طاعۃ وقول معروف (۴۷:۲۱)

یعنی وہ امیر جماعت کی اطاعت کرتے ہیں اور کوئی بات ایسی نہیں کرتے جو ناپسندیدہ ہو یا پھر جماعتی کاز کے خلاف ہو۔ یاد رہے لفظ معروف ہر وہ عمل یا قول ہے جس کی خوبی عقلاً یا شرعاً ثابت ہو۔

دوسری جگہ باقاعدہ حکم ہوتا ہے :۔

واسمعوا واطیعوا (۶۴:۱۶)

اے مومنو! اپنے اربابِ اختیار کے احکام و فرامین پورے غور سے سنو اور پھر اُن پر عمل کرو اب اگر کوئی شخص جماعتی فیصلہ جات یا احکامات کے بارے میں تغافل کا مظاہرہ کرتا ہے تو وہ سراسر اللہ کا نافرمان بنتا ہے۔ ہمیں اس سے بچنا چاہئے۔

(۲) نیک مشورہ دینا

مومن کا فرض ہے کہ وہ امور جماعت میں اپنا نیک مشورہ دے۔ اور مجلس شوریٰ کا یہ کام ہے کہ وہ تمام مشوروں پر غور و خوض کر کے کوئی قدم اٹھائے۔ فرمایا ہے :۔ وامرھم شوریٰ بینھم (۴۲۔۳۸) مومن لوگ اپنا ہر فیصلہ آپسی صلح مشورہ کے بعد ہی طے کرتے ہیں۔

(۳) عملی تعاون پیش کرنا۔

مومنوں کو حکم ہے :۔

وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ (۵۔۲)

اور نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ خبردار گناہ اور سرکشی کے معاملے میں کبھی ایک دُوسرے کا ساتھ نہ دینا یاد رکھو! اپنے ہر کام میں خوفِ خداوندی ملحوظ رکھو کیونکہ یہی کامیابی کی ضمانت ہے۔ عملی قربانیوں کے بغیر جماعت زندہ نہیں رہ سکتی لہٰذا ہمیں ہر نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔

(۴) ایک دوسرے کے عیب نہ ڈھونڈنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اجتنبوا کثیراً من الظنّ انّ بعض الظنّ اثمٌ ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً (۴۹:۱۲) "اے ایمان لانے والو! بدگمانی سے بکثرت بچتے رہو۔ کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے۔ اور خبردار خوردبین لے کر ایک دوسرے کے عیب یا بھید نہ ڈھونڈا کرو۔ اور نہ ایک دُوسرے کو پیٹھ پیچھے بُرا کہو۔

اس آیت کریمہ کا ایک ایک لفظ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ ہمیں اِن باتوں کو ہمیشہ نظروں کے سامنے رکھنا چاہئے۔

(۵) کارکردگی کے بارے میں اعتراض متعلقہ شعبے تک پہنچایا جائے

کسی خامی یا کوتاہی پر اعتراض کا پیدا ہو جانا فطری عمل ہے لیکن کسی

خامی کے تدارک یا پھر اعتراض کے اظہار کا یہ طریقہ ہر گز نہیں کہ آپ چوراہے پر ایسے نازک امور کو Discuss کرنے لگ جائیں ایسا کرنے سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔ ایسے اعتراضات متعلقہ شعبہ کے افسر تک پہنچائے جائیں۔ یہی عافیت اور سدھار کی راہ ہے۔ چنانچہ حکم ہوتا ہے :۔

ان اللہ یا مرکم ان تؤ دّوا الا منٰت الی اھلھا (۵۸۔۴)

امانت، پرائی چیز یا بات کو کہتے ہیں جس کو متعلقہ شخص تک لوٹانا لازمی ہوتا ہے، امانت حقدار کے سوا اور کسی کے حوالے نہیں کی جا سکتی۔

پس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ بے شک اللہ تمہیں یہ خصوصی حکم دیتا ہے کہ معاملات کو متعلقہ شعبوں کی طرف لوٹایا کرو۔ معاملات پر اپنے طور پر رائے زنی کرنا یا ان کی تشہیر کرنا سراسر خیانت ہے۔ اللہ ہم سب کو ایسی مذموم حرکت سے محفوظ رکھے۔ آمین

(۶) اوروں کی بجائے اپنی خبر رکھنا

اللہ کا واضح ارشاد ہے :۔

یا یھاالذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم (۱۰۵۔۵)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اوروں کی بجائے اپنے سدھار کی فکر کرتے رہو کیوں کہ کسی اور کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بشرطیکہ تم ہدایت پر ہو۔

اجتماعی زندگی کی بقا کے لئے یہ سنہرا اصول لابدّی ہیں۔ میں نے احادیث کو جان بوجھ کر Touch نہیں کیا۔ کیونکہ میں آپ کے سامنے اس ہستی کے فرامین واحکام رکھنا چاہتا تھا جس کی سر تابی کا یارا نہ آسمان والوں کو ہے اور نہ زمین والوں کو۔

یاد رکھیں اگر آپ نافرمانی کے مرتکب ہوئے تو اللہ کو آپ کا کوئی پاس ولحاظ نہ رہے گا۔ اللہ صرف اُسی کا ہے جو اس کا فرمانبردار ہے۔ نافرمانی وہ تلوار ہے جو ایک ہی وار میں اللہ تعالیٰ سے تعلقات کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وان تتولوا یستبدل قوماً غیر کم (۳۸۔۴۷)

اگر تم لوگ اللہ کے احکامات سے روگردانی کرو گے تو اللہ کسی اور جماعت کو تمہاری جگہ لے آئے گا۔

اللہ ہم سب کو اس وعید سے بچائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆

﴿بقیہ صفحہ ۱۳ کا کالم ۲ کا﴾

عیسائیت کے حملوں کی روک تھام کے لئے بھی کوئی ایک دو بزرگ اٹھے مگر عام طور پر مسلمان خاموش تھے اور عیسائیت کے حملے اپنی تندہی میں اور اپنی دریدہ دہنی میں تیز ہوتے چلے جاتے تھے۔ آریہ سماج کے حملوں سے بچانے کے لئے کسی کو فکر معلوم نہ ہوتی تھی۔ ان حالات میں حضرت مرزا صاحبؑ ایک آسمانی جوش دل میں لئے ہوئے میدان عمل میں نکلتے ہیں اور نہ صرف ان تینوں قسم کے حملوں سے مسلمانوں کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ ان تینوں کے خلاف اس جوش سے جارحانہ کاروائی شروع کر دیتے ہیں۔ کہ تھوڑے دنوں میں حالات بالکل بدل جاتے ہیں۔ اور حملہ آور خود اپنی حفاظت کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔ غرض احمدیت کو ممتاز کرنے والی یہ دسویں بات ہے کہ ہر ایک احمدی کے سینے میں یہ جوش بھرا ہوا ہے کہ وہ اسلام کو دنیا کا غالب مذہب دیکھے اور اس کے دل میں یہ یقین بھرا ہوا ہے کہ خواہ ظاہری سامان کیسے بھی کمزور نظر آتے ہوں۔ اسلام یقیناً غالب ہو کر رہے گا۔ اسی جوش اور یقین کا نتیجہ ہے کہ ایک احمدی اس مقصد کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کو تیار ہے۔ اور یہی وہ جوش اور یقین ہے جو احمدیت کی تحریک تبلیغ اسلام کا اصلی راز ہے۔

مختصراً احمدیت ایک فرقہ نہیں جسے بعض فروعی مسائل میں دوسرے اسلامی فرقوں سے اختلاف ہو بلکہ فروعی اختلافات سے فقہی مسائل کے جھگڑوں سے یہ بالاتر ہے۔ یہ ایک تبلیغی جماعت ہے اور تبلیغ اسلام کی ضروریات پر اس کی پوری توجہ ہے۔ تبلیغ اسلام میں اسے جہاں یہ نظر آیا ہے کہ اسلام کی صحیح تصویر کو بگاڑ دیا گیا ہے تو اس نے اس کے درست کرنے پر پوری قوت صرف کی ہے۔ گو اس میں اسے مسلمانوں کے موجود خیالات کا بھی مقابلہ کرنا پڑا ہو۔ یہی اور صرف یہی اس کے مسلمانوں سے اختلاف ہیں یہ فی الحقیقت اندرونی جھگڑے نہیں یہ وہ باتیں ہیں جن کا تعلق اسلام کے دوسروں کے سامنے پیش کرنے سے ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو اسلام کے مسائل سے نہیں اسلام کی ترقی سے تعلق رکھتی ہیں۔ خود نبی کریم صلعم نے اس درمیانی زمانہ کے لوگوں کو فیج اعوج کہا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اسلام کو ایک غلط رستے پر ڈال دیا جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس کی ترقی رک گئی اور اس کے متعلق دلوں میں غلط خیالات کے ساتھ تنفر پیدا ہو گیا۔ فیج اعوج کی انہی غلطیوں کو دور کر کے احمدیت نے اسلام کو ایک فاتحانہ راستے پر ڈالا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام از سر نو دلوں میں قبولیت حاصل کر رہا ہے۔

☆☆☆

حرم کعبہ کے ناظم اعلیٰ کا بیان اور اس پر ایک نظر

مولانا احمد گل صاحب فاضل دیوبند

مہدی کی احادیث میں مجاز اور استعارہ

ان حقائق کی موجودگی میں مہدی کے متعلق یہ عقیدہ، علماء اور عوام میں کیوں اور کس طرح پیدا ہوا؟ یہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے جس کا جواب یہ ہے کہ ظاہر پرست علماء نے الفاظ کے ظاہری معانی کو سامنے رکھ کر مہدی سے متعلق جملہ علامات کو ظاہر پر محمول کر لیا ہے۔ مثلاً مہدی کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

"**یقاتل علی سنتی**" کہ وہ میری سنت پر مقاتلہ کرے گا۔ بدقسمتی سے لفظ یقاتل سے سمجھ لیا گیا ہے کہ حضرت مہدی کافروں سے جنگ کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ لفظ یقاتل مقاتلہ سے نکلا ہے۔ جس کے لفظی اور ظاہری معنی ہیں "وہ لڑے گا"، مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ تلوار ہی سے لڑے۔ اگر مہدی نے سنت نبویؐ کے لئے مقاتلہ کرنا تھا تو اس کے صرف یہی معنی نہیں کہ وہ تلوار چلائے گا بلکہ اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ میری سنت کو تازہ کرے گا اور کوشش اور جدوجہد کرے گا۔ یہی لفظ دوسری حدیثوں میں بھی آیا ہے۔ مگر وہاں اس کے معنی تلوار سے مجادلہ کرنے کے نہیں لئے جاتے۔ مثلاً صحیح مسلم میں ہے۔ "**لاتزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة ینزل عیسی ابن مریم**" یعنی میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کے لئے لڑتا رہے گا اور قیامت تک وہ غالب رہے گا یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہو جائیں گے۔

اس حدیث میں حقیقی لڑائی کا ذکر نہیں بلکہ یہ لفظ بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں مہدی کے ذکر میں بیان ہوا ہے:۔

"**لو استقبل الجبال یهدها واتخذفیها طرقا**" یعنی اس کے راستے میں اگر پہاڑ بھی (روک بن کر) آجائیں تو انہیں گرادے گا اور ان میں سے راستہ بنالے گا یہاں پہاڑ کے گرانے اور ان میں سے راستہ نکالنے سے مراد وہ عظیم روکیں اور مشکلات ہیں جو انہیں پیش آئیں گی۔ دوسری جگہ ان مشکلات کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ **البشرکم بالمهدی یبعث فی امتی علی اختلاف من الانس وزلازل**" میں تمہیں مہدی کی خوشخبری دیتا ہوں۔ وہ میری امت میں لوگوں کے اختلاف اور مصائب کے وقت مبعوث ہوگا۔ یہاں زلازل کا لفظ لا کر بتادیا ہے کہ اس سے مراد وہ مصائب اور مشکلات ہیں جو لوگوں کی طرف سے انہیں پیش آئیں گے۔

اس وضاحت کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ مہدی کی پیشگوئی میں دو قسم کی علامات بیان ہوئی ہیں ان میں سے کچھ تو اپنے ظاہری الفاظ میں اور کچھ استعارہ اور مجاز کی صورت میں۔ اگر ان تمام علامات کو حقیقت سمجھ کر ان کا ظاہری مفہوم لیا جائے جیسا کہ شیخ ناصر اور انکے ہمنوا علماء کا خیال ہے اور مجاز کو سرے سے نظر انداز کر دیا جائے تو ایک طرف حدیث شریف کے مفہوم کو طبع سلیم قبول کرنے کو تیار نہ ہوگی اور دوسری طرف معاندین اسلام کی طرف سے طرح طرح کے اعتراضات کا امکان پیدا ہو جائے گا مثلاً مسیح موعود کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ جب آئیں گے تو صلیب کو توڑیں گے اور خنزیروں کو قتل کریں گے۔ یہ تو عقلی اعتبار سے ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص دنیا بھر کی صلیبوں کو توڑ پھوڑ کر ختم کردے اور زمین بھر میں پائے جانے والے تمام خنزیروں کو قتل کر دے۔ اس لئے ان جیسے الفاظ کو مجاز قرار دے کر ان کے معنی ایسے کرنے ہوں گے جنہیں انسانی عقل بھی قبول کرنے پر تیار ہو اور کسی مخالف اسلام کو اعتراض اور استہزاء کرنے کا موقعہ بھی نہ ملے۔ اسی انداز سے ہم کو ان تمام احادیث کے معانی اور مفہوم کو بیان کرنا ہوگا جو دجال یا جوج وماجوج یا مسیح اور مہدی کے سلسلہ میں بیان ہوئی ہیں۔

کیا مسیح اور مہدی دو الگ الگ شخصیتیں ہیں؟

شیخ ناصر صاحب اپنے بیان میں مسیح موعود کے بارے میں کہتے ہیں کہ مہدی کے ظہور کے بعد مسیح کا نزول ہوگا اور کہ وہ دونوں شخصیت کے اعتبار سے اپنی الگ حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا یہ خیال حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی ایک حدیث میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعود ہی امام مہدی ہوں گے۔

آپ فرماتے ہیں :

"یوشك من عاش فیكم ان یلقی عیسی ابن مریم اماماً مهدیاًو حكماً وعدلاً فیكسر الصلیب ویقتل الخنزیر" قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے، وہ عیسیٰ ابن مریم کو پائے گا۔ جو امام ہیں، مہدی ہیں اور حکم عدل ہیں اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیروں کو قتل کریں گے۔" اس حدیث میں آپ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی امام مہدی ہوں گے۔ اس کے علاوہ حدیث میں جو کام مسیح موعود کا بتایا گیا ہے قریباً وہی کام مہدی کا بتایا گیا ہے۔ پھر مسیح موعود اور امام مہدی کے حلیے بھی ایک بتائے گئے ہیں اس کے علاوہ حدیث لا مهدی الا عیسی سے تو معاملہ پوری طرح صاف ہو جاتا ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ ان دلائل کی موجودگی میں مسیح، مہدی سے کوئی الگ وجود نہیں رکھتے تو پھر شیخ ناصر اور علماء کے کثیر طبقہ نے ان دونوں کو کس بناپر الگ تسلیم کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایک عرصہ سے یہ عقیدہ چلا آرہا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے تھے اور مہدی امت محمدیہ میں سے ہی پیدا ہوں گے۔ مسلمان جب تک اس غلط عقیدہ پر قائم ہیں اس وقت تک ان کے لئے یہ ناممکن ہے کہ مسیح اور مہدی کو ایک وجود قرار دیں۔ البتہ اگر وہ مسیح کے متعلق صحیح عقیدہ اختیار کرلیں اور انہیں وفات یافتہ مان لیں تو اس صورت میں ان کے مسیح اور مہدی کو ایک مان لینا کوئی مشکل نہیں رہتا۔ بلکہ بڑی خوبصورتی سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

ابن مریم کی پیشگوئی میں مثیل ابن مریم مراد ہے

وہ اس طرح کہ پیشگوئی میں ابن مریم سے مراد مسیح ناصری کی آمد نہیں بلکہ ان کی صفات، ان کی روحانیت اور ان کی خوبو، پر کسی دوسرے شخص کا آنا مراد ہے۔ جیسے حضرت الیاس کی خوبو پر حضرت یحیٰؑ آئے تھے یعنی جس طرح حضرت یحیٰ کے آنے سے حضرت الیاس کی آمد کا وعدہ پورا ہوا اسی طرح مثیل مسیح کی آمد سے حضرت مسیح کی آمد کا وعدہ پورا ہونا ہے۔ اسی مشابہت کی بنا پر مسیح موعود کا نام ابن مریم رکھا گیا ہے۔ اسی مشابہت کی وجہ سے اسماء کا انتقال صرف ہمارا ہی ادعی نہیں بلکہ یہ ایک مسلمہ اصول ہے جسے ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے :۔

اطلاق اسم الشئی علی ما یشابهه فی اکثر خواصه و صفاته جائز حسن :

یعنی ہر وہ چیز جس کے خواص و صفات بیشتر دوسری چیزوں سے ملتے ہوں، اس کا نام دینا جائز بلکہ حسن ہے یہ ایک مسلمہ اصول ہے جس کا کسی کو انکار نہیں یہی وجہ ہے کہ شیخ محی الدینؒ ابن عربی، نزول ابن مریم کے سلسلے میں فرماتے ہیں :

وجب نزوله فی آخرالزمان بتعلقه ببدن آخر

ان کا نزول آخری زمانے میں دوسرے بدن کے ساتھ ہوگا ابن عربی کے اس بیان کردہ مفہوم کو صوفیاء کی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں جیسا کہ اقتباس الانوار میں لکھا ہے وبعضے برانند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند۔ و نزول عبارت ازیں بروز است، یعنی بعض اہل اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ کی روح مہدی میں بروز کرے گی اور نزول سے مراد بھی بروز ہے۔

اس وضاحت کے بعد اس حدیث کی وضاحت پوری ہو جاتی ہے جس میں حضرت عیسیٰ کے نزول کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم واما مكم منكم

یعنی اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور تمہیں میں سے تمہارا امام ہوگا اس حدیث میں تین الفاظ قابل غور ہیں۔

نزول ابن مریم منکم۔ پہلے ہر دو تاویل طلب ہیں استعارہ کے طور پر نزول سے مراد بعثت اور ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم لی گئی ہے اور منکم کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ابن مریم وہ نہیں جو پہلے ہو گذرے۔ بلکہ مسلمانو میں سے ہی ایک شخص مراد ہے کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ حضرت رسول کریمؐ صاف لفظوں میں بیان فرمارہے ہیں کہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے ہوگا مگر مسلمان مسیح ناصری کی محبت میں اس مقام تک پہنچ چکے ہیں کہ خواہ مخواہ اپنی اصلاح کے لئے کسی بیرونی آدمی کے آرزو مند ہیں کیا نبی کریم ﷺ کو اس بات پر خوشی ہوگی کہ جب امت میں فساد برپا ہوگا تو میری امت کے اندر کوئی شخص اس قابل نہ ہوگا کہ اس کی اصلاح کر سکے بلکہ خدا کو ضرورت پیش آئے گی کہ اسرائیلی مسیح نازل کرے۔

ناظرین غور فرمائیں کہ یہ خیال کس قدر حضرت رسول کریم ﷺ کے لئے باعث ہتک ہے بلکہ اس میں خود حضرت مسیح کی بھی ہتک پائی جاتی ہے۔ مسیح ناصری خدا کے ایک برگزیدہ رسول تھے جنہوں نے نبوۃ کا مقام براہ راست خدا تعالیٰ سے پایا۔ اب انہیں دوبارہ اتارنے کے معنی کیا یہ

نہیں کہ نعوذ باللہ انہیں نبوّۃ کے مقام سے معزول کر دیا جائے اور صرف ایک امتی کی حیثیت دی جائے ۔ کیونکہ اگر دوبارہ نازل ہو کر بھی نبی ہی رہیں گے تو یہ امر ختم نبوت کے منافی ہے نبی کریمؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ خواہ نیا ہو یا پرانا۔ اندریں صورت جبکہ ایک طرف رسول کریم ﷺ کی ہتک ہے اور دوسری طرف خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہے تو کس طرح تسلیم کر لیا جائے کہ مسیح ناصری بذات خود آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ فتدبروا یا اولی الالباب۔

مسیح ناصری اور مسیح موعود کے حلئے الگ الگ ہیں

نزول ابن مریم کی مزید وضاحت صحیح بخاری کی ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں مسیح ناصری اور مسیح موعود کا حلیہ الگ الگ بیان کیا گیا ہے حضرت رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں :

"رئیت عیسیٰ و موسیٰ وابراھیم فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر واما موسیٰ فادم جسیم سبط کانہ من رجال الزط واما ابراھیم فانظروا الی صاحبکم"

میں نے عیسیٰ اور موسیٰ اور ابراہیم کو دیکھا، عیسیٰ سرخ رنگ کے تھے اور ان کے بال گھنگھرالے تھے اور ان کا سینہ چوڑا تھا اور موسیٰ گندم گوں اور بھاری جسم کے تھے قبیلہ زط میں سے کسی آدمی کی طرح دکھائی دیتے تھے اس حدیث میں عیسیٰ ابن مریم کا جو حلیہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ :

عیسیٰ ابن مریم سرخ رنگ کے تھے اور بال گھنگھرالے تھے۔

اس بات کا ثبوت کہ یہاں عیسیٰ سے مراد مسیح ناصری ہیں خود اس حدیث میں موجود ہے وہ یہ کہ ان کو گذشتہ انبیاء موسیٰ اور ابراہیم کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ پھر بخاری میں ایک دوسری حدیث درج ہے جس میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں :

بینما انا نائم اطوف بالکعبہ واذا رجل اٰدم سبط الشعر فقلت من ھذا فقالوا ھذاالمسیح ابن مریم"

خواب میں میں نے کعبہ کا طواف کیا اچانک میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا رنگ گندم گوں تھا اور اس کے بال سیدھے اور لمبے تھے میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے لوگوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہے۔

اس حدیث میں آپ نے آنے والے مسیح کا حلیہ بیان کیا ہے کہ :

"وہ گندم گوں ہے اور اس کے بال سیدھے اور لمبے ہیں"

اس بات کا ثبوت کہ یہاں مسیح سے مراد آنے والا مسیح ہے خود اسی حدیث میں موجود ہے وہ یہ کہ اس حدیث میں آگے چل کر نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت دجّال کو بھی دیکھا۔ ذرا غور فرمائیے کہ ان دو حدیثوں میں دو الگ الگ مسیحوں کا حلیہ بیان ہوا ہے۔ پہلی حدیث میں آپ نے مسیح اسرائیلی کو دیکھا تو اسے سرخ رنگ گھنگھرالے بالوں والا دیکھا اور دوسری حدیث میں مسیح ابن مریم کو دیکھا تو اسے گندم رنگ اور سیدھے بالوں والا دیکھا یہ ایک قطعی دلیل ہے اس بات پر کہ آنے والا ابن مریم اور ہے اور مسیح اسرائیلی اور ہے

﴿بقیہ صفحہ ۲ کالم ۲ کا﴾

"دوسرے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سُنت وجماعت کا مذہب ہے" (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص ۲۵۵)

ایک مکتوب بنام مولوی احمد اللہ امرتسری الکم ۷ ۲ر جنوری ۱۹۰۴ء میں آپ تحریر فرماتے ہیں "اس عاجز نے ان موجودہ علماء کے مقابل پر کئی مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسمیں کھا کر کہا کہ میں کسی نبوت کا مدعی نہیں مگر پھر بھی یہ لوگ تکفیر سے باز نہیں آتے۔ بہت لوگ ہیں جنہوں نے بغیر سوچے سمجھے مولویوں کی بات میں آکر حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی قسم کھائی ہوئی ہے وہ کبھی اتنا غور کرنے کی تکلیف نہیں اُٹھاتے کہ مرزا صاحب کے وجود سے اسلام اور مسلمانوں کو نفع پہنچا ہے یا نقصان آج مسلمان ایک بدقسمت قوم ہے کہ جو اس کے لئے مہدی بن کر آتا تھا اس کو اپنا دشمن سمجھ لیا اور جو خیر خواہ بن کر آیا تھا اسے بد خواہ سمجھ کر اس کے پیچھے پڑ گئی۔

برادران اسلام! ماہ محرم الحرام جسے اسلامی سن کا پہلا مہینہ ہونے کا شرف حاصل ہے اور حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے اسی ماہ مبارک میں نواسۂ رسولؐ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت مقبول ہوئی۔ یہ متبرک مہینہ ہمارے لئے دعوتِ ایثار و قربانی ہے آیئے ہم عہد کریں کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں گے اور آیت قرآن انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر کلمہ گو کو اپنا بھائی تسلیم کریں گے اور اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کی صورت پیدا کریں گے اور اسلام کی ترقی انسانیت کی ترقی اور ملک کی ترقی میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں گے خواہ مخواہ اور ایک دوسرے کی مخالفت ہرگز ہرگز نہیں کریں گے۔

وباللہ التوفیق

☆☆☆

آخری زمانہ میں دجّال صفت قوموں کے خروج کے متعلق رسُول اکرمؐ کی پیشگوئیاں (قسطوار)

ازحضرت مولانا محمد علی لاہوریؒ

دجّال کا ظہور عراق کے سمندر (خلیج فارس) میں ہوگا۔ کنزالعمال جلد ۷۔ص ۲۹۸۸

۸۔ الا ان الدجّال اکثر اشیاعه واتباعه الیهود و اولاد الزنا (کنزالعمال جلد ۷ نمبر ۲۹۹۸)

خبر دار ہو کہ دجّال کے ساتھی اور پیروی کرنے والے یہودی اور حرامی بچے ہوں گے۔

۹۔ وتشبهن بالرجال وتشبه الرجال بالنساء (کنزالعمال جلد ۷ نمبر ۲۹۹۸)

اورعورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کریں گی اور مرد عورتوں سے مشابہت اختیار کریں گے۔

۱۰۔ وانه یبری الا کمه الابرص و یحی الموتی (کنزالعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۸۰)

اور وہ اندھوں اور کوڑھیوں کا علاج کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا۔

۱۱۔ من سمع بالدجّال فلینا عنه توالله ان الرجل لیا تیه و هو یحسب انه مومن فیتبعه ما یبعث به من الشبهات (کنزالعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۵)

جو شخص دجال کے متعلق سنے تو وہ اس سے الگ رہے خدا کی قسم ایک شخص اس کے پاس آئے گا اور وہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ مومن ہے۔ پھر وہ اس کا پیرو ہو جائے گا ان شبہات کی وجہ سے جو وہ اس کے دل میں ڈالے گا۔

۱۲۔ ثم قال لو انفلت من وثاقی هذا لم ادع ارضا الا و طئتها برجلی هاتین الاطیبة (کنزالعمال جلد ۷ نمبر ۲۹۹۱)

پھر دجال نے کہا اگر میرے یہ بندھن کھول دیئے جائیں تو میں کوئی زمین نہیں چھوڑوں گا جس پر اپنے ان قدموں سے پھر نہ جاؤں سوائے مدینہ کے۔

وانه لا یبقی شئ من الارض الا وطئه و ظهر علیه الا مکة والمدینة (کنزالعمال جلد ۷ نمبر ۲۰۲۸)

اور زمین کا کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے گا جس پر وہ نہ پھر نکلے اور غالب نہ آجائے سوائے مکہ اور مدینہ کے۔

وانی اوشك ان یؤذن لی فی الخروج فاخرج فاسیر فی الارض ولا ادع قریة الا هبطتها فی اربعین غیر مکة و طیبة (کنزالعمال جلد ۷ نمبر ۲۹۸۸)

اور قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے اور میں نکلوں گا اور زمین میں پھروں گا تو میں کوئی گاؤں نہ چھوڑوں گا۔ جس میں چالیس رات کے اندر پھر نہ نکلوں سوائے مکہ اور مدینہ کے۔

۱۔ دجّال کی جنّت اور دوزخ

میں نے مختلف احادیث سے خو ہر قسم کی کتابوں سے کنزالعمال اور مشکوٰۃ میں جمع کی گئی ہیں دجّال کے یہ بارہ نشانات بیان کئے گئے ہیں اب میں ان میں سے ہر ایک کو بالتفصیل لیتا ہوں۔ سب سے پہلی اور سب سے بڑی علامت دجّال کی یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ ہوں گے۔ اس میں سب سے پہلی بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ اگر کسی حدیث میں لفظ جنّت اور نار ہے تو متعدد احادیث میں اس کی تشریح موجود ہے مثلاً کہیں ہے مثل الجنة والنار یعنی وہ جنّت اور نار کی مثال ہے فی الحقیقت جنّت اور نار نہیں۔ اور کہیں جنّت و نار کی جگہ ہے ماء و نار یعنی جنّت کی جگہ لفظ ماء (پانی) رکھا ہے اور کہیں نہر و نار ہے یعنی جنّت کی جگہ لفظ نہر ہے اور کہیں ہے کہ دو نہریں ہوں گی ایک پانی کی نہر اور ایک آگ کی نہر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنّت سے مراد وہی ہے جو پانی یا نہر سے ہے اور پھر اس پانی یا نہر کی بھی خود ہی شرح کر دی ہے کیونکہ ایک جگہ آتا ہے معه جبال الخبز و انهار الماء اس کے ساتھ

روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں گی، اور کہیں جنت و نار کی جگہ جبلان احدهما فيه اشجار و ثمار و ماء احدهما فيه دخان و نار۔ دو پہاڑ، ایک پہاڑ میں درخت اور پھل اور پانی ہوگا، اور ایک میں دھواں اور آگ۔ تو جو جنت ہے وہی کبھی نہر ہے اور کبھی پہاڑ، اور جو نار ہے وہ بھی کبھی نہر ہے اور کبھی پہاڑ۔ تو ان الفاظ سے مراد نہ سچ مچ کی جنت و نار ہے نہ سچ مچ کی پانی اور آگ کی نہریں اور نہ سچ مچ کے پھلوں اور دھوئیں کے پہاڑ بلکہ یہ سب الفاظ بطور مجاز اور استعارہ استعمال ہوئے ہیں۔ اور مراد اول سے سامان معیشت اور عیش و عشرت کے سامانیوں کی فراوانی اور دوسرے سے ان چیزوں سے محرومی ہے۔ جو شخص اسکے ساتھ ہولے گا وہ اول میں شریک ہوگا اور جو اسکی مخالفت کرے گا اس پر دجال سامان معیشت کو بھی تنگ کر دے گا اور ان چیزوں کے ساتھ ساتھ ہونے سے بھی یہ مراد نہیں کہ سچ مچ دجال ایک تاجر کی طرح اپنا سامان تجارت ساتھ لئے پھرتا ہے فراوانی اور تنگی کے سامانوں کو ساتھ ساتھ لئے پھرے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ اس کے قبضے میں ہوں گے۔ چنانچہ خود ایک حدیث میں ہی اس کی بھی تشریح موجود ہے قد سخرت له انهارا الارض وثمارها زمین کی نہریں اور اس کے پھل اسکے لئے مسخر کر دئے گئے ہوں گے اور یہی ان سب الفاظ سے مراد ہے کہ دنیا کی زندگی کے اور عیش و عشرت کے ہر قسم کے سامان اس کے قبضے میں ہوں گے اور وہ جن کو چاہے یہ سامان دے دے جن سے چاہے چھین لے۔ عیش کے سامانوں کی فراوانی ظاہری جنت ہے اور یہی دجال کی جنت ہے اور یہی حقیقتاً آخرت کی نار ہے۔ کیونکہ جو شخص دنیا کی زندگی میں عیش و عشرت میں پڑ جاتا ہے۔ ناچ ہے رنگ ہے تماشے ہیں، تھیٹر اور سنیما ہیں۔ عورتوں اور مردوں کا کھلا میل جول ہے، شراب ہے، جوا ہے زناکاری ہے جو شخص ان میں منہمک ہوگا اس کو خدا کب یاد آئے گا اور آخرت اور روحانیت کا اس میں کیا حصہ ہوگا۔ انہی چیزوں سے محرومی اس کی دوزخ ہے۔ ان چیزوں سے محروم رہ جانے میں آج انسان سمجھتا ہے کہ لطف زندگی ہی کوئی باقی نہیں رہتا۔ ساری ساری رات برج (جوئے) میں گزر جائے تو کچھ تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ تھیٹر اور سینما میں رات کے دو بج جائیں تو راحت ہی راحت محسوس ہوتی ہے۔ گھر اور بال بچوں تک کی فکر نہیں رہتی۔ نوجوان تعلیم کو چھوڑ کر سینما اور تھیٹروں کے نظاروں کو دیکھنے میں محو ہیں۔ ایک دو پیگ کا چڑھا لینا معیوب کہاں فیشن میں داخل ہے یہی "لطف زندگی" دجال کی جنت ہے اور اور ان چیزوں سے الگ رہنا یہی اس کی دوزخ ہے جو اس دوزخ کو قبول کرے گا وہ بچ گیا اور جس نے "لطف زندگی" کا نشہ پی لیا وہ ہلاک ہو گیا۔

۲۔ دجال کی تیز رفتاری، زمین اور ہوا میں اس کی سواریاں

جب نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ دجال کس قدر تیز چلے گا تو فرمایا كالغيث استدبرته الريح۔ یہ بات کہ کوئی شخص دنیا میں اس قدر تیز چل سکتا ہے جیسے بادل جس کو ہوا اڑائے لئے جا رہی ہو کسی وقت ایک قصہ اور کہانی کے رنگ میں یا کم سے کم حد درجہ کا مبالغہ نظر آتی ہوگی مگر آج دجال کی تیز رفتار سواریوں پر یہ لفظ کیسے صادق آتے ہیں آج انکے ہوائی جہاز خود ہوا کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ پھر فرمایا تطوی الارض زمین اس کے لئے لپیٹ دی جائے گی یعنی وہ زمین پر اس قدر تیز چلے گا کہ معلوم ہوگا کہ زمین لپیٹ لی گئی ہے۔ پھر ہوا میں اس کے چلنے کا ذکر ان الفاظ میں ہے يتناول السحاب يمينه۔ وہ بادلوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے لے لے گا یعنی بادلوں کے اندر چلتا پھرے گا پھر اور بھی تصریح فرمائی ينزو في ما بين السماء والارض وہ زمین اور آسمان کے درمیان اچھلتا پھرے گا اور اس قدر تیز چلے گا کہ يبقى الشمس الى مغيبها آج انگلستان سے ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اٹلی میں دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں اور غروب آفتاب سے پہلے پھر انگلستان میں واپس پہنچ جاتے ہیں۔ پھر سمندر کے اوپر نہیں کیونکہ اوپر تو کشتیاں اس وقت بھی چلتی تھیں اندر چلنے کے متعلق فرمایا کہ سمندر اس کے ٹخنوں تک آئے گا یعنی وہ پانی کے اندر چلے گا آج آبدوز کشتیوں نے ان الفاظ نبوی ﷺ کو بھی لفظاً پورا کر دکھایا ہے اما مہ جبل دخان اس کی سواریوں کے آگے آگے دھوئیں کا پہاڑ بھی ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ سواری کے لئے لفظ حمار ہی موزوں ہو سکتا تھا اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا کہ وہ سفید رنگ یا چمکتا ہوا ہوگا۔ اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ ہوگا پانچ پانچ سو فٹ لمبے جہازوں اور ریلوں کا نقشہ اس سے بہتر الفاظ میں نہ کھینچا جا سکتا تھا اور ایک پاؤں اٹھا کر دوسرا پاؤں رکھنے تک ایک رات دن کا سفر طے ہو جاتا ہے یعنی جو فاصلہ ایک رات دن میں آدمی چل سکتا تھا وہ محض اس کا ایک قدم ہے۔ اصل غرض یہ ظاہر کرنا ہے کہ اس کو نیچر کی طاقتوں پر اس قدر تصرف حاصل ہوگا جیسے انسان کو قدرت نے گدھے پر تصرف دیا ہے کہ وہ اس سے سواری اور باربرداری کا کام لیتا ہے ان

چیزوں میں یعنی ان تصرّفات میں اس کی کسی برائی کو ظاہر کرنا مقصود نہیں۔ ہاں یہ بتانا ضرور مقصود ہے کہ اس تصرّف کو حاصل کر کے وہ اپنے آپ کو قدرت کا پورا مالک سمجھنے لگے گا اور عبودیت کی حد سے تجاوز کر جائے گا مگر کس قدر زبردست قوّت کشفی ہے کہ قدرت کی ان تمام طاقتوں پر ایک قوم کے تصرّف کو چودہ سو سال پیشتر جب ان باتوں کا وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا دیکھ لیا۔

۳۔ ویرانوں کو زرخیز بنانا

دنیا کا کون سا ویرانہ ہے جہاں سے دجال نے سونا پیدا نہیں کیا جہاں کوئی خزانہ زمین کے نیچے مخفی ہے خواہ وہ سونے اور چاندی کے رنگ میں ہے خواہ تیل اور کوئلہ کے رنگ میں خواہ کسی اور رنگ میں۔ ان سب خزانوں کا پتہ لگالیا ہے اس کا کسی جگہ کو حکم دینا یہی ہے کہ وہ اس پر اپنے تصرّف سے کام لیتا ہے۔ پہلے اپنے آلات کے ذریعہ سے پتہ لگاتا ہے کہ یہاں سے تیل پیدا ہو سکتا ہے یہاں سے کوئلہ نکل سکتا ہے یہاں سے سونا نکل سکتا ہے پھر اپنے آلات کے ذریعہ سے اسے نکال لیتا ہے۔ علاوہ ازیں بڑے بڑے ریگستانوں میں نہریں اور پانی پہنچا کر وہاں سے اس قدر پیداوار حاصل کی ہے کہ ویرانوں کو لے کر مالا مال ہو گیا ہے۔ جہاں دجال کا قدم پڑا ہے وہیں زمین کے خزانے نکل آئے ہیں۔ اس کی معدنیات اس کی پیداوار اس کے پھل یہ سب زمین کے خزانے ہیں۔ اور پھر یہ دجال کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں یعنی ان سے فائدہ بالآخر انہی اقوام یورپ کو پہنچتا ہے اور باقی کل دنیا کے لوگ ان کے لئے مزدور کے رہ گئے ہیں۔ روئے زمین کا سارا سونا اور سارے خزانے خواہ وہ ہندوستان میں پیدا ہوں یا برّاعظم افریقہ میں یا جزائر میں وہ سب کے کھینچ کر یورپ اور امریکہ کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ کیسا پاک اور زبردست مکاشفہ آج کے حالات کا آج سے چودہ سو سال پہلے قلب مبارک نبوی ﷺ پر ہوا۔ کاش وہ لوگ جو یورپ کی اس طاقت سے متحیّر ہو کر اس کے سامنے سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ تھوڑا سا غور سے کام لیتے تو اس مقدس انسان کی زبردست روحانی طاقت کے سامنے ان کے سر جھکتے ہیں جس نے آج کا تمام نقشہ اس کی ایک ایک تفصیل کے ساتھ عرب کے امیوں کو بتادیا تھا۔

۴۔ ساتھیوں کی خوشحالی مخالفت کرنے والوں کے مصائب

دجال کی اطاعت اور ساتھ دینا اس کے مذہب کو اختیار کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے مذہب کو اختیار کیا ہے ان پر بھی یہ احادیث لفظاً لفظاً صادق آتی ہیں۔ اس ملک ہندوستان کو ہی لے لو۔ چوہڑے چمار اور دیگر پنچ اقوام کے لوگ جو اس ملک میں ذلیل ترین زندگیاں بسر کرتے تھے آج امیر بنے ہوئے ہیں۔ یورپ اور امریکہ کی دولت جو پہلے تمام دنیا سے کھینچ کر ان ممالک میں پہنچتی ہے پھر وہاں سے تھوڑی بہت نکلتی ہے تو ان لوگوں کے گھروں میں پہنچتی ہے جو دجال کے مذہب کو اختیار کر لیتے ہیں ان کے لئے تنخواہیں اور وظیفے مقرر ہو جاتے ہیں و معه جبال من خبز والناس فی جهد الا من اتبعه اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہیں جو اس کی پیروی کرتے ہیں ان کو خوب کھانے کو ملتا ہے دوسرے لوگ انہی کے ساتھ کے سخت مشقت اور تکلیف میں ہوتے ہیں وہ صاحب بہادر بن جاتے ہیں۔ یہ چوہڑے اور چمار رہ جاتے ہیں۔ فمن اتبعه اطعمه واکفره جو اس کے ساتھ ہو جائے اسے خوب کھلاتا پلاتا ہے مگر کافر بھی بنا دیتا ہے لیکن اس کے علاوہ اگر غور کیا جائے تو بہت لوگ ہیں جو محض چند پیسوں کی خاطر اس کی ہاں میں ہاں ملاتے یا اس کی خوشامد کرتے ہیں۔ یقولون فالنصحبه وانا لنعلم قد کافر و لکنا نصحبه نا کل من طعامه ہم اس کی رفاقت اختیار کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ وہ کافر ہے لیکن ہم اس کی رفاقت اختیار کرتے ہیں۔ اس کے کھانے میں سے کھاتے ہیں یہ پیٹ کے بندے ہیں جو اس کے اشاروں پر چلتے ہیں اور اپنے مذہب اپنی قوم اپنے ملک کی اغراض کے منافی کارروائیاں صرف روٹی کے لئے کرتے ہیں۔ اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ تھوڑا سا کسی قسم کا لالچ دے کر انہیں لامذہب کر دے اور اگر وہ عیسائی نہیں ہوتے تو اپنے مذہب پر بھی قائم نہ رہیں۔ اس قدر جو کالج اسکول مشنوں نے بنائے ہیں ان کی غرض کیا ہے؟ بلکہ خود ساری تعلیم کا جو اس دجالی عہد میں دی جاتی ہے میلان صرف ایک ہی ہے کہ لوگوں میں مذہب کے ساتھ خدا کے ساتھ کوئی تعلق نہ رہے اور اس تعلیم میں لالچ کیا ہے کہیں ملازمت مل جائے گی صرف وہی روٹی کا سوال ہے۔

☆☆☆

تحریک احمدیت کا صحیح مفہوم

احمدیت کا آٹھواں امتیاز: بہشت اور دوزخ، ثواب وعذاب کی صحیح نوعیت بتانا: ایک دوسری زندگی میں اعمال کی جزاوسزا کا سب مذاہب کا مشترکہ عقیدہ ہے لیکن اسلام نے اعمال کی جزاوسزا کو ایک علمی رنگ میں بیان کیا ہے مثلاً یہ کہ بہشت اور دوزخ صرف اس دوسری زندگی کے لئے نہیں بلکہ ان کی ابتداء اسی زندگی سے ہو جاتی ہے ولمن خاف مقام ربه جنتان (الرحمٰن: ۴۶) جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے کی فکر رکھتا ہے اس کے لئے دو جنت ہیں یعنی ایک اس دنیا کی زندگی کی جنت ایک آخرت کی۔ پھر جو نفوس کمال کو حاصل کر لیتے ہیں ان کو اپنی جنت یہیں نظر بھی آجاتی ہے جیسا کہ نفس مطمئنہ کو ارشاد ہوتا ہے فادخلي في عبادي وادخلي جنتي (الفجر ۲۹،۳۰) ایسا ہی دوزخ کی آگ کے متعلق فرمایا کہ وہ یہیں دلوں کے اوپر بھڑک اُٹھتی ہے نارالله الموقدة التي تطلع على الافئدة. (الھمزۃ۔۶،۷) اور کہ آخرت کی دوزخ اس دنیا کے اندھے پن کی ہی دوسری صورت ہے۔ من كان في هذه اعمىٰ فهو في الاخرة اعمىٰ. (بنی اسرائیل۔۷۲) مگر عام انسانی آنکھوں پر ایک پردہ پڑا رہتا ہے اور یہ پردہ چونکہ قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اس لئے اس دن بہشت اور دوزخ کھلے نظر آجائیں گے۔ لقد كنت في غفلة من هذا فكشفنا عنك غطائك فبصرك اليوم حديد (ق۔۲۲) تو اس سے غافل رہا۔ آج ہم نے تجھ سے پردہ اٹھادیا ہے اور تیری نظر تیز ہو گئی ہے، بہشت اور دوزخ کا اس دنیا کی زندگی سے شروع ہونا اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ اعمال کی جزاوسزا ساتھ ہی ساتھ مترتب ہوتی جاتی ہے۔ پھر دوسری بات یہ بتائی کہ ہر ایک عمل کا نتیجہ عمل کے مطابق ہوتا ہے خواہ کرنے والا کوئی ہو۔ ایک مشرک اچھا کام کرے تو اسے اس کا اچھا نتیجہ ملے گا۔ ایک مسلمان برا کام کرے تو برا نتیجہ پائے گا۔ فمن يعمل مثقال ذرة خيرايره ومن يعمل مثقال ذرة شرّايره. (الزلزال۔۷،۸) پھر یہ بتایا کہ دوزخ ایک علاج کے طور پر ہے۔ اور اصل غرض وہاں بھی انسان کی ربوبیت ہے تاکہ جو موقع ترقی کا اس نے اس دنیا میں کھودیا ہے اسے دوسرے عالم میں حاصل کر لے اور چونکہ یہ بطور علاج ہے اس لئے ضروری ہے کہ آخر سب لوگ دوزخ سے باہر نکل آئیں۔ اور حدیث نبویؐ میں ہے۔ ایک وقت دوزخ پر ایسا آئیگا کہ نسیم صبا اس کے دروازوں کو کھٹکھٹا رہی ہوگی اور دوزخ پر آخر کار فنا آجائے گی ایسا ہی بہشت کے متعلق بیان فرمایا کہ وہاں انسان کے لئے غیر متناہی ترقیات ہیں۔ اور کہ جو لوگ اس میں داخل ہو جائیں گے وہ اس سے کبھی باہر نہیں نکالے جائیں گے۔ ان باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ثواب وعذاب کی اصل نوعیت اسلام کے نزدیک یہ ہے کہ ثواب سے مراد انسان کی ترقی کی منازل ہیں۔ اور عذاب سے مراد انسان کے تنزل کی منازل ہیں۔ ان اعلیٰ درجہ کی علمی اور حکمت کی باتوں کو مسلمانوں نے بھلادیا۔ اور یہ سمجھ لیا کہ ثواب وعذاب سب اخروی زندگی کے لئے ہیں اور اس دنیا کی زندگی پر مذہب کا کچھ اثر نہیں۔ اور پھر یہ سمجھ لیا کہ کافر کو اس کے نیک عمل کا بدلہ کوئی نہیں ملتا۔ اور پھر یہ کہ مسلمان سب جنت میں چلے جائیں گے۔ کافر ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جلتے رہیں گے۔ احمدیت نے اسلام کی اصل تعلیم کو روشن کر کے ان تمام غلطیوں کو دور کیا۔ اور یہ بتایا کہ عبادت الٰہی تک بھی انسان کی اپنی ترقی کے لئے ہے۔ کیونکہ خدا کی عبادت کر کے درحقیقت انسان اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کرنے کی اور اس کی صفات کو اپنے اندر لینے کی کوشش کرتا ہے۔

احمدیت کا نواں امتیاز۔ قرآن کریم میں ناسخ منسوخ کے خیال کو دور کرنا:۔ اور بھی کئی ایک باتیں ہیں جو مسلمانوں نے غلطی سے مان رکھی تھیں مگر ان کی بنیاد صحیح نہ تھی۔ احمدیت نے ان غلطیوں کو بھی دور کیا مثلاً یہ کہ عام طور پر مسلمانوں نے یہ مان رکھا تھا۔ کہ قرآن کریم کے اندر بعض آیات ایسی موجود ہیں جن کو دوسری آیات نے منسوخ کر دیا ہے۔ اور پھر اس غیر معقول بات پر اس قدر اصرار تھا کہ جو شخص اسے نہ مانے اسے مسلمان نہ سمجھا جاتا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ ایک

آیت دوسری سے منسوخ تب ہو گی جب وہ ایک دوسرے کے خلاف ہو گی۔ اور دونوں میں اس قدر اختلاف ہو گا کہ اگر ایک بات صحیح ہے تو دوسری غلط ہے تو ناسخ و منسوخ کو مان کر یہ ماننا پڑا کہ قرآن کریم میں اختلاف موجود ہے۔ حالانکہ خود قرآن کریم فرماتا ہے۔ لو کان من عند غیر الله لوجدوافیه اختلافاً کثیراً۔ (النساء۔ ۸۲) اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا یعنی انسان کا بنایا ہوا کلام ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف ہوتا پس قرآن کریم میں اختلاف کا ماننا اس کو من عند غیر الله۔ ماننے کے مترادف ہے۔ تو یوں ناسخ و منسوخ ماننے کی زد کہاں تک پڑتی ہے۔ مگر سب مسلمان بغیر سوچے سمجھے کے اسے مانتے چلے آتے تھے۔ یہاں تک کہ احمدیت نے اس غلطی کو دور کیا اور بتایا کہ قرآن کریم میں کوئی آیت ایسی نہیں جو دوسری سے منسوخ ہو اور نہ قرآن شریف میں کہیں ذکر ہے کہ اس کی بعض آیات دوسری کو منسوخ کرتی ہیں۔ جن آیات سے یہ مطلب نکالا جاتا ہے۔ ان کا منشاء صرف پہلی شرائع کے بعض احکام کی تنسیخ ہے۔ اور یوں قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کیا۔

احمدیت کا دسواں امتیاز۔ غلبہ اسلام کا یقین اور اس کے لئے جوش پیدا کرنا جن امور کا اوپر ذکر ہوا۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی باتیں ہیں جن میں احمدیت نے عام مسلمانوں سے اختلاف کیا ہے۔ مگر ان میں سے کوئی اختلاف بھی ایسا نہیں جس کا تعلق فقہی مسائل سے ہو۔ بلکہ جیسا کہ اوپر کے بیان کردہ امور سے ظاہر ہے۔ ان میں تمام اختلافات میں ایک ہی رنگ نظر آتا ہے یعنی یہ کہ اسلام کی سادہ اور صحیح تعلیم کو اور اس کے علمی اور پُر حکمت اصول کو جو دنیا کے لئے موجب کشش تھے اور جن کی وجہ سے اسلام دلوں میں گھر کرتا جاتا تھا۔ اپنی اصلی صورت پر قائم کیا جائے تاکہ دوبارہ اسلام میں پھر وہی جذب اور کشش پیدا ہو جائے جو پہلے تھی اور تاکہ اسلام کا قدم پھر دنیا میں بڑھے۔ عیسائی مورخین نے احمدیت کو اسلام پر یورو پین خیالات کے اثر کا نتیجہ قرار دیا ہے مگر ہندوستان کی تاریخ حاضرہ میں ہم کو دو الگ الگ تحریکات نظر آتی ہیں یعنی ایک وہ تحریک جس کا تعلق سر سید احمد خان سے ہے اور دوسری وہ تحریک جس کا تعلق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ہے۔ سر سید نے مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق جو کام کیا وہ اپنی نظیر آپ ہے اور اس کے فائدہ اور عظمت میں کسی کو کلام نہیں۔ لیکن جہاں تک ان مذہبی خیالات کا سوال ہے جو سر سیدؒ کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ اور جن کو تحقیر کے رنگ میں نیچریت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ان دونوں تحریکات میں ایک بین فرق نظر آتا ہے۔ سرسیدؒ نے بھی اسلام کے مسائل کا معقولی رنگ میں حل کرنے کی کوشش کی اور حضرت مرزا صاحب نے بھی ان مسائل کا معقولی رنگ ہی پیش کیا ہے مگر سرسیدؒ کی مذہبی تحریک نے یورو پین خیالات کی غلامی کا رنگ اختیار کر لیا اور حضرت مرزا صاحب کی تحریک یورپ کو اسلام کے ماتحت لانے کے لئے تھی۔ اوّل الذکر میں بھی اسلام کو بچانے کی فکر ہے مگر اس فکر میں دب کر صلح کرنے کی کوشش کی گئی مؤخر الذکر میں اسلام کو بچانے کی ہی فکر نہیں۔ اسلام کو دنیا کا غالب مذہب دیکھنے کا جوش ہے۔ یہ فرضی بات نہیں خود علامہ شبلی مرحوم نے جو سرسیدؒ کے مدّاحوں میں سے ہیں۔ اپنی کتاب علم الکلام کے صفحہ ۸ پر سرسیدؒ کے علم کلام کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے۔

> "یہ نیا علم کلام دو قسم کا ہے یا تو وہ ہی فرسودہ اور دور از کار مسائل اور دلائل ہیں جو متاخرین اشاعرہ نے ایجاد کئے تھے یا یہ کیا ہے کہ یورپ کے ہر قسم کے معتقدات اور خیالات کو حق کا معیار قرار دیا ہے اور پھر قرآن و حدیث کو زبر دستی کھینچ تان کر ان سے ملا دیا ہے۔"

اگر سر سید کے خیالات کے رو سے قرآن کو یورپ کے سامنے جھکانا پڑتا ہے تو حضرت مرزا صاحب یورپ کو قرآن کے سامنے جھکانا چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر سرسیدؒ کی تحریک کو یورو پین خیالات کے اثر کا نتیجہ قرار دیا جائے۔ تو یہ صحیح ہو گا۔ لیکن احمدیت یورو پین خیالات کے اثر کا نتیجہ نہیں بلکہ یورو پین خیالات کے اثر کو دور کرنے کا سامان ہے۔ اور جو مادّی ہوا یورپ سے چلی اس کے زہر کے لئے یہ تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے دل میں جو جوش اسلام کو غالب دیکھنے کا تھا اس کا اندازہ اس سے لگا لینا چاہئے کہ آپ سے پہلے اسلام تین خطرناک حملوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ یعنی ایک یورو پین خیالات کی دہریت اور مادہ پرستی کا حملہ، دوسرا عیسائیت کا حملہ، تیسرا آریہ سماج کا حملہ، اور ان تینوں حملوں کے جواب میں گو مسلمان کچھ اپنی حفاظت کر رہے تھے مگر وہ بڑی کمزور حفاظت تھی۔ نئی تعلیم کے اثر سے بچانے کے لئے سر سیدؒ نکلے مگر وہ خود اس اثر کے نیچے آئے ہوئے تھے۔ اور دب کر صلح کرنے کے خواہاں تھے۔

﴿بقیہ صفحہ ۵ پر کالم ۲ پر﴾

احکام اسلام میں نماز کی اہمیت

(احکام و مسائل)

بیرونی پاکیزگی نماز کی ضروری تمہید ہے

قرآن کریم اور حدیث کے رو سے نماز روحانی تزکیہ، جسمانی طہارت اور لباس کی پاکیزگی کا اہم ذریعہ ہے اور اس کو نماز کی تیاری کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

یہ متفق علیہ امر ہے کہ سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات کے بعد دوسری سورت جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی وہ سورۃ المدثر ہے اور اس امر کے اظہار کے لئے کہ اسلام میں بیرونی پاکیزگی کو کس قدر اہمیت حاصل ہے اس سورت کی پہلی پانچ آیات کو یہاں نقل کیا جاتا ہے :۔

یا ایھا المدثّر، قم فانذر، وربک فکبر، وثیابک فطھر، والرجز فاھجر

"اے چادر اوڑھنے والے! اٹھ اور ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر اور ناپاکی سے دور رہ"۔

اس طرح سے لوگوں کو ڈرانا۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرنا جو نماز کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اور لباس اور جسم کا پاک کرنا۔ ان تین امور کو بطور بنیادی فرائض کے بیان کیا گیا ہے۔ دو امور یعنے جسم اور روح کی پاکیزگی کا اکثر اکٹھا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے۔ میں ایک اور مثال بیان کرتا ہوں :۔

ان اللّٰہ یحب التوابین ویحب المتطھرین

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔

حدیث میں بیرونی پاکیزگی پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے "پاکیزگی نماز کی کلید ہے"۔ پھر ایک دوسری حدیث میں "مذہب کی بناء پاکیزگی پر رکھی گئی ہے"۔ اور پھر ایک حدیث میں آتا ہے کہ "پاکیزگی نصف ایمان ہے"۔ بیرونی پاکیزگی پر اس قدر تاکید کی وجہ ظاہر ہے۔ اصل مقصد اندرونی پاکیزگی ہے۔ لیکن بیرونی پاکیزگی ایک ضروری تیاری ہے۔ پاکیزگی جسم کے اندر پاکیزہ دل کا ہونا اسلام کا اصل اُصول ہے۔ نماز کے لئے بیرونی پاکیزگی کو ایک ضروری تمہید قرار دینے کی غرض صرف اصل مقصد یعنی تزکیہ نفس کی طرف متوجہ کرنا ہی نہیں بلکہ جسم کا دائمی طور پر صاف رکھنا بھی مطلوب ہے جو فی نفسہ زندگی کی سب بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو دن میں پانچ دفعہ صاف کرتا ہے وہ ہمیشہ پاک وصاف حالت میں رہے گا۔ قرآن مجید عموماً اچھا لباس پہننے کی طرف توجہ دلاتا ہے فرمایا :۔

قل من حرّم زینۃ اللّٰہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق۔ (سورہ الاعراف ۳۲)

"کہو کس نے اللہ کی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے اور کھانے کی ستھری چیزوں کو حرام کیا ہے"۔

یہاں عمدہ لباس کو زینت کہا ہے اور یہ ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ عمدہ لباس خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔ اور ایک دوسری جگہ بیان کیا گیا ہے کہ اچھے کپڑے پہننے سے بدن کا ڈھانکنا اور خوبصورتی مدنظر ہے۔ فرمایا :۔

یٰبنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباساً یواری سواٰتکم وریشاً۔ (سورہ الاعراف ۲۶)

"اے نبی آدم بے شک ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارے عیبوں کو ڈھانکنے اور زینت کا موجب ہے"۔

اور نماز کے بارے میں فرمایا :۔

یٰبنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجدٍ۔

"اے آدم کی اولاد! ہر نماز کے وقت (یا نماز کی جگہ) اپنی زینت کو لے لیا کرو"۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد میں جمع ہونے کے وقت ظاہری شکل اور پاکیزگی کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیئے۔ اس حکم کی ایک وجہ تو بدیہی ہے اور وہ یہ کہ مسجد میں گندے کپڑوں اور گندے جسم کے ساتھ جانے سے دوسرے لوگوں کو تکلیف ہوگی یہی وجہ ہے کہ جمعہ کے لئے خصوصیت سے تاکید کی گئی ہے کہ اس دن غسل بھی کرنا چاہیئے اور ممکن ہو تو کوئی نہ کوئی خوشبو بھی استعمال کرنی چاہیئے۔

وضو

جسمانی طہارت کی پہلی صورت وضو ہے۔ جسے جزوی غسل کہنا چاہیئے۔ لفظ وُضُو، وضاء سے مشتق ہے۔ جس کے معنے حسن یا خوبصورتی کے ہیں۔ اور اسلامی شریعت میں اس کے معنے نماز سے قبل جسم کے بعض اعضاء کا دھونا ہے۔

وضو کی ضروری تفصیلات قرآن مجید کی آخری سورتوں میں سے ایک سورت میں دی گئی ہیں۔ اگرچہ یہ عمل اس وقت سے شروع ہے جبکہ نماز فرض کی گئی۔ اس عمل کی جس کو حضرت نبی کریم ﷺ نے خدا کی دی ہوئی روشنی یا وحی خفی سے قائم کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ میں منظوری دی گئی ہے :۔

یا ایہا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحو ابرؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ (سورہ المائدہ۔۶)

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم نماز کو اٹھو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کر لیا کرو، اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں (دھو لیا کرو)“

حضرت نبی کریم ﷺ کا عمل جو حدیث میں مذکور ہے۔ انہی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ اس کا ملخص ذیل میں دیا جاتا ہے :۔

(۱) پہلے ہاتھ کہنیوں تک دھوئے جاتے ہیں۔

(۲) پھر منہ پانی سے صاف کیا جاتا ہے۔ یا مسواک سے اگر ضرورت ہو تو غرغرہ کرنے سے۔

(۳) پھر نتھنوں کو تھوڑا پانی ان کے اندر چڑھا کر اور اگر ضرورت ہو تو ناک جھاڑ کر صاف کیا جاتا ہے۔

(۴) پھر چہرہ پیشانی سے لے کر ٹھوڑی تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک دھویا جاتا ہے۔

(۵) اس کے بعد دایاں ہاتھ اور پھر بایاں ہاتھ کلائی سے کہنی تک دھویا جاتا ہے۔

(۶) پھر گیلے ہاتھوں سے سر کا مسح کیا جاتا ہے۔ دونوں ہاتھوں کی تین انگلیاں یعنی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کی درمیانی انگلیوں کو آپس میں ملا کر۔ پھر کانوں کا اندرونی حصہ پہلی انگلیوں سے اور بیرونی حصہ انگوٹھے سے مسح کیا جاتا ہے۔

(۷) پھر پاؤں ٹخنوں تک دھوئے جاتے ہیں۔ پہلے دایاں پھر بایاں۔

اگر جرابیں پہنی ہوئی ہوں اور اگر وہ وضو کرنے کے بعد پہنی گئی ہوں تو ان کا اتارنا ضروری نہیں۔ گیلے ہاتھ کی تین انگلیوں سے ان پر مسح کیا جاتا ہے۔ اور یہی عمل بوٹ کی صورت میں ہے۔ اگر جرابیں یا بوٹ اتار دیئے جائیں تو وضو قائم رہتا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر چوبیس گھنٹے میں ایک دفعہ پاؤں دھوئے جائیں۔

وضو ہر ایک نماز سے پہلے کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کی ضرورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب رفع حاجت کی جائے۔ یا انسان گہری نیند سے بیدار ہوا ہو۔

مسواک یا دانتوں کا بُرش

یہ ایک بدیہی امر ہے کہ مذہبی غرض کے علاوہ جو انسان کو باطنی پاکیزگی کا خیال دلاتی ہے وضو کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ انسان کے اندر صفائی کی عادت راسخ ہو جائے۔ وضو میں ہر بار انسان کے ایسے اعضاء دھوئے جاتے ہیں جو عموماً کھلے رہتے ہیں تاکہ جب گرد و غبار ان پر پڑی ہو وہ دور ہو جائے اور وہ ہر وقت پاک و صاف رہے اس امر کہ علاوہ وضو صحت اور صفائی کی دو بڑی اغراض پوری کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسواک یا برش سے دانتوں کو صاف کرنے پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ انسان کو بہت سی بیماریاں گندے منہ کی وجہ سے لاحق ہو جاتی ہیں، اور صاف منہ اور صاف دانت صرف جسم کی عام صفائی کو ہی ترقی نہیں دیتے بلکہ کئی ایک عوارض سے محفوظ رکھتے ہیں۔ ہمارے حضرت نبی کریم ﷺ مسواک کے متعلق اس قدر اہتمام رکھتے تھے کہ کسی حالت میں اسکا استعمال ترک نہ کرتے تھے۔ جب حضورؐ بستر مرگ پر پڑے تھے اس وقت بھی حضورؐ نے مسواک طلب فرمائی اور اس کے چند لمحوں کے بعد حضورؐ اپنے محبوب حقیقی سے جاملے۔ تہجد کی نماز کے لئے آدھی رات کے بعد بیدار ہو جانا حضورؐ کی عادت مستمرہ تھی۔ اس وقت بھی حضورؐ سب سے پہلے مسواک کرتے تھے۔ منہ اور دانت صاف رکھنے کو آپ اس قدر ضروری سمجھتے تھے کہ بارہا حضورؐ نے فرمایا کہ نماز کے وقت مسواک کو فرض قرار دینے سے مجھے محض یہ امر مانع ہے کہ ایسا نہ وہ یہ میری امت کے لئے بار ہو جائے۔ ایک دوسرے موقع پر حضورؐ نے فرمایا کہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے اور خدا کی خوشی کا موجب ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس گلا صاف رکھنے کے لئے غرغروں کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ بھی صحت کے لئے مفید ہے۔ (کتاب الصوم باب سواک الرطب) ☆☆

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحبؒ

علماء و دانشوروں کی نظر میں

مولانا محمد علی صاحب جوہر

احمدیوں کو کافر و مرتد کہنا ظلم اور ناانصافی ہے۔

"کیا احمدی جماعت مُرتد ہے؟ اور اب مسلمان نہیں رہی، ہمارے نزدیک احمدیوں کو مُرتد اور کافر کہنا سخت ظلم اور ناانصافی ہے جبکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس وقت احمدیوں کی دو جماعتیں ہیں۔ لاہوری جماعت کے عقائد بالکل عام مسلمانوں کے سے ہیں وہ صرف مرزا غلام احمد صاحب کو مجدد مانتے ہیں اور بس اور غالباً ہندوستان کے کافر گر و کفر ساز مولوی بھی ان کو کافر و مرتد نہیں سمجھتے جن کا یہی دلچسپ مشغلہ ہے اب رہا قادیانی احمدی یعنی مرزا بشیر الدین احمد صاحب کے حلقہ کے لوگ بیشک ان کے عقائد عام مسلمانوں سے بالکل الگ ہیں اور ہم اُن کو صحیح نہیں سمجھتے۔ مگر باوجود ان کے غلط عقائد کے اُن کو کافر و مرتد کہنا صریح ظلم ہے۔ کیوں کہ وہ اہل قبلہ ہیں، توحید، رسالت، قرآن اور حدیث کو مانتے اور عبادات و معاملات میں فقہ حنفی پر عمل کرتے ہیں۔ صوم و صلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ کو فرض تسلیم کرتے ہیں اور اُس پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن کو کلام الٰہی، اور رسول اللہ کو افضل الرسل الانبیاء تسلیم کرتے ہیں۔ باقی رہا مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق جو خیال اُنہوں نے قائم کر لیا ہے وہ ہر ایک لحاظ سے غلط و باطل ہے مگر بہرصورت وہ قصور علم و کوتاہی فہم کی وجہ سے ہے وہ آیات واحادیث میں تاویل کرتے ہیں اور موؤل کو آج کسی نے کافر و مُرتد نہیں کہا۔ مرتد کی تعریف یہ ہے کہ جو اپنی زبان سے کہدے کہ میں نے دین اسلام کو چھوڑ دیا کسی دوسرے شخص یا جماعت کو یہ حق نہیں کہ ایسے شخص کو وہ مُرتد یا کافر قرار دے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ قرآن میں تو یہاں تک ہے **لاتقولوالمن القى اليكم السلام لست مؤمنا**۔ جو تم کو سلام کرے اُسے مت کہو کہ تو مومن نہیں۔ اگر قصور و فہم و تاویلات بعیدہ کی بنا پر کفر وار تداد کے فتوے نکلنے اور احکامات جاری ہونے لگیں گے تو کوئی فرقہ بھی کفر وار تداد کی زد سے بچ نہیں سکتا۔ بہر حال جہاں تک ہماری حقیر معلومات ہیں نیز وسیع النظر علماء سے گفتگو اور بحث و تمحیص کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ نہ تو قتل مرتد محض بنائے ارتداد واجب ہے نہ احمدی مرتد ہیں۔ اس لئے ہم اس کے خلاف اپنی آواز بلند کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ اسلام کے صحیح شرعی احکام کے مطابق ضمیر کی کامل آزادی کا آئندہ پورا پورا احترام کیا جائے گا اور متعصب ملاؤں کے شور و شغب سے اُس رُوح اسلام کو پامال نہ ہونے دیا جائیگا جو اُس نے عالم انسانیت کو عطا فرمائی ہے۔" (روزنامہ ہمدرد ۱۹۲۴ء)

مولانا اسلم جیراج پوری صاحب

"مرزائی باوجود اپنی مخصوص باطل آرائیوں کے بھی مرتد نہیں کہے جاسکتے کیونکہ وہ اہل قبلہ ہیں، توحید، رسالت، کتاب اور تمام ارکان اسلام کو مانتے ہیں ان میں سے لاہوری گروہ اور عام مسلمانوں میں تو بہت کم فرق ہے بیشک قادیانی جماعت متعصبانہ ضد قصور علم اور سیاہ فہمی سے آیات کتاب کی غلط تاویلات، بلکہ اُن میں تحریفات کر کے مرزا صاحب کی نبوت کی قائل ہو گئی ہے اور اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر کہتی ہے، لیکن وہ لوگ علی الاعلان چوں کہ محارب نہیں ہیں اس لئے میرا جواب اُن کو یہی ہے کہ تم مجھ کو کافر کہہ لو مگر میں تم کو کافر نہیں کہوں گا۔" (رسالہ جامعہ، دہلی، اکتوبر ۱۹۲۴ء)

جناب سر عبد الرحیم صاحب بدایوں

"ان کے دائرہ عمل میں یورپ اور امریکہ بھی ہو گا۔ جہاں جماعت احمدیہ کام کر رہی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اچھا کام کر رہی ہے۔"
(اخبار انقلاب، اکتوبر ۱۹۲۷ء)

پروفیسر غلام جیلانی برق صاحب

"مجھے جناب مرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ سے اختلاف سہی۔ لیکن اُن کے بہت سے مسائل سے متفق ہوں مثلاً اُن کی اخلاقی تعلیم و تبلیغ از بس مؤثر و پاکیزہ ہے وہ تمام اقوام کے انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں وہ ضعیف

احادیث کے رطب و یابس سے دامن بچا کر چلتے ہیں وہ ائمہ اربعہ کے بعد بھی اجتہاد کے قائل ہیں وہ مظاہر کائنات میں غور و فکر کا درس دیتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ انگریز کے فکر و فن سے پوری طرح آگاہ تھے۔" (حرف محرمانہ صفحہ ۱۶۵)

یوسف سلیم چشتی سابق پرنسپل تبلیغی کالج انجمن حمایت اسلام لاہور

"انگلینڈ اور امریکہ میں مذہبی مجلسیں آئے دن منعقد ہوتی رہتی ہیں مگر ان جلسوں میں اسلام کی نمائندگی احمدی حضرات کرتے ہیں بلکہ ساری دُنیا میں تبلیغ کے میدان پر احمدی حضرات قابض ہیں۔"

(ندائے حق جولائی ۱۹۵۹ء)

شیخ نیاز علی وکیل ہائی کورٹ لاہور

"مسلمانانِ جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں جو ایثار کمربستگی، نیک نیتی اور توکل اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے۔ وہ اگر، ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثال نہیں تو بے انداز عزت اور قدردانی کے قابل ضرور ہے۔ جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بےحس و حرکت پڑے ہیں اس اولالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت اسلام کر کے دکھادی۔" (اخبار زمیندار ۲۴ر جون ۱۹۲۳ء)

اخبار بندے ماترم لاہور

"ایک بات جس میں آریہ لوگ احمدیوں سے سبق لے سکتے ہیں، وہ دھرم کے لئے جوش ہے۔ ہم اُن کی تنگ دلی اور کینہ پن کو پسند نہیں کرتے لیکن اپنے خیالات کے پرچار کے لئے جس جوش کا وہ اظہار کر رہے ہیں، اُس کی تعریف کئے بنا نہیں رہ سکتے۔

(اخبار بندے ماترم لاہور ۲۴ر اپریل ۱۹۲۳ء)

"احمدی لوگ تمام دُنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس اور، مسلسل تبلیغی کام کرنے والے ہیں۔ اور ان کی تبلیغی جدّوجہد اس وقت ہمیں سب سے زیادہ نقصان پہنچا رہی ہے۔

(اخبار بندے ماترم لاہور ۱۸ر دسمبر ۱۹۲۷ء)

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم (ایم۔اے۔ایل۔ایل۔ٹی۔پی۔ایچ ڈی، لاہور)

"تحریک احمدیت کی ان زبردست کوششوں کا نتیجہ ہے کہ وہ مسلمان، جو اٹھارہویں صدی میں اپنی موت پر دستخط کئے ہوئے تھے۔ خدا کے فضل سے اپنے اندر زندگی کی ایک برقی لہر محسوس کرتے ہوئے اعلان عام کر رہے ہیں۔" یہ بیسوی صدی ہر جگہ مسلمانوں کے لئے نشاۃ ثانیہ کے لئے بیداری کا آغاز ہے۔ (رسالہ استقلال لاہور۔۱۰)

مولانا غلام رسول مہر صاحب مدیر "انقلاب"

"احرار اور بعض دوسرے بزرگوں کے نزدیک احمدی کافر اور خارج از ملت اسلام ہی سہی لیکن مصیبت یہ ہے کہ وہ کلمہ گو ہیں ان کے نام مسلمانوں کے سے ہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تمام غیر مسلم بھی اُن کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اور حکومت کے سیاسی ریکارڈ میں بھی وہ مسلمانوں ہی کی فہرست میں درج ہیں اس لئے دینی اعتبار سے نہیں تو سیاسی اعتبار سے اُنہیں لازماً مسلمان ہی سمجھنا پڑیگا۔ پھر اسلام میں ایک فرقہ نہیں بیشمار فرقے ہیں۔ فتاویٰ کفر کی ارزانی حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب اور اُن کے ہم عقیدہ بزرگ وہابیوں اور دیوبندیوں کی متعلق جو رائے رکھتے ہیں جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ شیعہ عام مسلمانوں کے متعلق جن، خیالات کے مانند ہیں اُن کے بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ بریلویوں اور بدایونیوں کے متعلق حضرات اہل حدیث کا جو کچھ عقیدہ ہے اُس سے ہر شخص آگاہ ہے۔ مختصر یہ کہ ہر فرقہ دوسرے فرقہ کے علماء کے نزدیک کافر ہے اور ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت وہ بیشمار فتوے ہیں جو مسلمان علماء نے ایک دوسرے کی تکفیر کے لئے شائع کئے اور وہ ہر وقت امرتسر، قادیان، بریلی، بدایوں، دیوبند، لکھنؤ کے بازاروں میں دستیاب ہو سکتے ہیں اگر ایک دفعہ سیاسی حقوق کو فرقوں میں منقسم کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا تو پھر اُسے کون روکے گا۔ کس بناء پر روکے گا۔ کیا یہ معلوم نہیں کہ یوپی کے شیعہ مدّت مدید سے علیحدگی کے آرزومند چلے آ رہے ہیں کیا یہ معلوم نہیں کہ بنارس کے وہابیوں نے بھی علیحدگی کا مطالبہ کیا تھا۔ اگر ایک دفعہ علیحدگی کی وبا شروع ہو گئی تو جسم اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا ہر ٹکڑا علیٰحدہ علیحدہ سمجھے گا کہ میں پہلے سے بہتر طور پر زندہ ہوں "لیکن حقیقی زندگی جو سارے جسم کی زندگی ہے وہ مفقود ہو کے رہ جائے گی۔" اور ایک تندرست جسم کے بجائے ہر طرف تڑپتے ہوئے اعضاء نظر آئیں گے۔ ہم بزرگانِ احرار کی خدمت میں عاجزانہ و مخلصانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ احمدیوں کے خلاف شوق، سے جو چاہیں کہیں اور کریں۔ لیکن اُن کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ فی الفور ترک کر دیں کیونکہ اس کے نتائج مسلمانوں کے لئے نہایت دردناک ہوں گے۔" (روزنامہ انقلاب ۱۹۳۵ء)

احباب جماعت توجہ فرمائیں

تمام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ممبران سے ہماری عرض ہے کہ دہلی میں ہندوستان کے صدر دفتر کے قیام کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہے اور جماعتی فروغ و ترقی کے لئے کئی ایک منصوبے پیش نظر ہیں لیکن مالی اعتبار سے انجمن ابھی ناتواں ہے

جیسا کہ آپکو معلوم ہے کہ انجمن کے سارے اخراجات فقط انجمن کے ممبران کے باہمی تعاون سے ہی انجام پاتے ہیں۔ انجمن کو نہ ہی کسی حکومت کی طرف سے کوئی امداد ملتی ہے اور نہ انجمن کے نام کوئی جائداد ہے اور نہ ہی دیگر اور کوئی ذرائع آمدنی ہیں۔

آپکو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ جماعت حضرت مسیح موعود و مہدی معہود مجدد صد چہار دہم کی قائم کردہ ہے یہ ایک خالص دینی و دعوتی اور غیر سیاسی جماعت ہے جو محض للہ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور دین الٰہی کی صحیح صورت اقوام عالم کے سامنے پیش کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تقسیم ہند سے قبل اس کا ریکارڈ رہا ہے۔

لہٰذا تمام اہل خیر احباب سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اس قلمی جہاد میں دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون فرمائیں

یاد رکھئے! آپ کے تعاون میں اسلام کی ترقی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے شرائط بیعت میں یہ عہد لیا ہے کہ بیعت کنندہ ”دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے عزیز تر سمجھے گا“ لہٰذا ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں کے لئے ایک نمونہ بنائے اور اپنے قول و فعل سے ہر لمحہ دین اسلام کی اشاعت کرتا رہے اقامت دین اور اسلام کی سر بلندی کے لئے ہر طرح کی قربانی میں پیش پیش رہے اور ہر اہل خیر احباب کو چاہئے کہ اپنی وفات سے قبل دلی جذبہ سے دینی خدمت کے طور پر اپنی جائداد کا زیادہ سے زیادہ حصہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا (رجسٹرڈ) کے نام وقف کرائیں۔ یہ صدقہ جاریہ ہوگا اور واقف کو ہمیشہ ہمیشہ اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

ماہانہ چندہ جات کے بارے میں بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص تین ماہ مسلسل چندہ نہ دے وہ جماعت سے خارج ہے۔ ماہواری چندہ کی شرح آپ نے کم از کم سولہ آنے میں ایک آنہ یعنی تقریباً آمدنی کا ۶ فیصد حصہ رکھا ہے اور فرمایا ہے کہ ۱۰ فیصد بہتر ہے۔

جہاں جہاں جماعت کا نیا نیا قیام عمل میں آیا ہے ان کو چاہئے کہ ماہواری چندہ جس کا اقرار شرائط بیعت میں کیا ہے حتی الوسع اسکی ادائیگی بروقت کرتے رہیں اور دوسرے نئے احباب کو بھی چندہ جات کی ادائیگی کی تحریک کرتے رہیں تاکہ مجدد صد چہار دہم کا یہ روحانی مشن اپنی تمام خوبیوں اور اوصاف کے ساتھ اسلام کی اشاعت کے فرائض سر انجام دے اور چہار دانگ عالم میں امام الزماں کا پیغام پہنچ جائے۔ ☆☆☆

ارشادات حضرت مجدد صد چہار دہم

اُن دوستوں کے لئے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں

عزیزان بے خلوص و صدق نکشائند راہے را مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا

اے میرے دوستو جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلاء کا وقت تم پر ہے اُس سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے ہر طرف سے کوشش ہو گی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں سننی پڑیں گی اور ہر ایک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دُکھ دے گا وہ خیال کریگا کہ (دین) کی حمایت کر رہا ہے اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ سو تم اسوقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی جن سے خدا تعالےٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔ یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور وہ ہمارے ساتھ ہو اس کا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالےٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔“

(ازالہ اوہام ۷۸۲ / ۸۲۵)

فضائل یوم عاشوراء

یوم عاشوراء (۱۰ محرام الحرام) کے فضائل مستند احادیث سے ثابت ہیں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو یوم عاشوراء میں یہودیوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ آج کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں ؟انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایک عظیم دن ہے اور اس مبارک دن میں رب العلمین نے حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم کو فرعون کی غلامی اور اس کے ظلم وستم سے نجات دی فرعون اور اس کی قوم کو اللہ نے غرق کردیا اس احسان کے شکریہ میں حضرت موسیٰؑ نے روزہ رکھا تھا۔ ان کی اتباع میں ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔

یہ جواب سن کر حضور رحمت عالم فخر کائناتؐ نے فرمایا موسیٰؑ کی سُنّت اختیار کرنے میں ہم تم سے زیادہ حقدار ہیں بناءعلیہ حضورؐ نے روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

متفق علیہ روایت سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں قریش زمانہ جاہلیت میں یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ پھر جب آپؐ مدینہ تشریف لائے اس کے بعد بھی مدینہ میں آپ نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور صحابہؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا مگر جب رمضان کے روزے فرض کئے گئے تو آپؐ نے اس کا اہتمام ترک کردیا اور فرمایا۔ اب جو چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے (بخاری ومسلم)

سلمہ ابن اکوعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو اسلمہ کے ایک شخص کو لوگوں میں اس بات کے اعلان کرنے کا حکم دیا جو کھا چکا ہو تو وہ دن کے باقی حصہ میں کھانے پینے سے رُکا رہے اور جس نے نہ کھایا ہو اسے روزہ رکھ لینا چاہئے کیوں کہ آج عاشوراء کا دن ہے (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور سرور عالمؐ نے فرمایا ماہ رمضان کے روزوں کے بعد یوم عاشوراء کا روزہ اور فرض نماز کے بعد رات کی نماز تہجد افضل ہے۔

جابر ابن سمرہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے اور ہمیں اس پر ابھارتے اور اس کا اہتمام کرنے کی تاکید فرماتے۔ لیکن جب رمضان کے روزے فرض کئے گئے تو آپ ہمیں نہ اس کا حکم دیتے تھے نہ اس سے روکتے تھے نہ اس کا خیال رکھنے کی تاکید فرماتے تھے (مسلمہ) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں۔ اہل خیبر عاشوراء کے دن کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔

اس دن وہ لوگ روزہ رکھتے تھے اور اس دن کو عید کا دن قرار دیتے تھے اور اس دن اپنی عورتوں کو اچھے اچھے لباس اور زیورات پہنانے۔ رسول اللہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا تم اس دن بس روزہ رکھو (مسلم)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا صحابہؓ نے ایک بار حضورؐ سے کہا کہ اس دن کو یہود ونصاریٰ بڑی اہمیت دیتے ہیں مطلب یہ تھا کہ آپؐ تو ہمیں ان کی مخالفت کا حکم دیتے ہیں اور یوم عاشوراء کے معاملہ میں موافقت ہو رہی ہے جواباً آپ نے فرمایا کہ آئندہ سال اگر اللہ نے چاہا تو ہم نویں تاریخ کو روزہ رکھیں گے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آئندہ سال آنے سے پہلے ہی آپ انتقال فرماگئے (مسلم)

مسند احمد میں عاشوراء کے روزہ کے بارے میں ایک حدیث درج ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا صوموا قبلہ یوماً اوبعدہ یوماً یعنی ۹ یا ۱۱ محرم کا روزہ ملا کر رکھ لینا چاہئے تاکہ یہود ونصاریٰ سے مشابہت نہ ہو۔

برادران اسلام فضائل یوم عاشوراء کے متعلق جو صحیح روائتیں ہیں ان سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمیں اس دن روزہ رکھنا چاہئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا اور اس کے فضائل بیان فرمائے۔ ہاں اگر یہود ونصاریٰ سے مشابہت کا خدشہ ہو تو ایک دن پہلے یا بعد میں روزہ رکھ لینا چاہئے اس کے علاوہ اس دن یا ماہ محرم الحرام میں جو رواج یافتہ رسوم وبدعات بعد میں داخل ہوگئیں ہیں اور جن کو دین سمجھ کر کیا جاتا ہے ہمیں بہر صورت ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆

CHAUDHVIN SADI (URDU MONTHLY)
L.25-A DILSHAD GARDEN DELHI - 110095 PHONE :- 2296616
VOL - 2, ISSUE 14 APRIL 2001

ہمارا تعارفی و تبلیغی لٹریچر

قیمت

ا۔ تفسیر بیان القرآن (اردو) مکمل دو جلدیں
از حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم خالص ہدیہ ۔/۵۰۰ روپے

۲۔ ہمارا خالق (از محمد ضیاء اللہ) ۔/۲۰ روپے

۳۔ احادیث العمل (منتخب احادیث کا مجموعہ)
از حضرت مولانا حضرت محمد علی صاحب مرحوم ۔/۱۵۰ روپے

۴۔ مسیح موعود (حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی کے مختلف جزئیات پر مفصل بحث) ۔/۱۰۰ روپے

۵۔ لا نبی بعدی۔ (عصر حاضر کا اہم مسئلہ۔ بانی سلسلہ کی بنیادی اصطلاحات کی وضاحت) از شیر محمد ملک صاحب قیمت مجلد ۔/۵۰ روپے غیر مجلد ۔/۳۰ روپے

۶۔ میرا قبول اسلام (نو مسلمین کے تاثرات و حالات جو الحاج خواجہ کمال الدین صاحبؒ مبلغ اسلام کی کوششوں سے مسلمان ہوئے تھے ۔/۶۵ روپے

۷۔ زندہ نبی کی زندہ تعلیم (سیرت نبوی پر مختصر اور بے مثال کتاب)
از مولانا محمد علی صاحبؒ ۔/۴۰ روپے

۸۔ مجدد اعظم (۳ جلدیں) حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی سوانح عمری از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم ۔/۴۵۰ روپے

۹۔ نماز اور ترقی کی تین راہیں از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ ۔/۲۰ روپے

۱۰۔ میثاق النبیین (رسول اللہ کی آمد کی بشارات دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ میں)
از مولانا عبد الحق ودیارتھی مرحوم ۔/۱۲۰ روپے

۱۱۔ جمع قرآن (تاریخ نزول و ترتیب قرآن و بعض شکوک کا ازالہ)
از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ ۔/۴۰ روپے

۱۲۔ نبوت کا ظہور اتم (سیرت رسولؐ پر امتیازی کتاب)
الحاج خواجہ کمال الدین صاحب (مرحوم) ۔/۷۵ روپے

۱۳۔ اسلام کیا ہے (اصول اسلام کی حقیقت بطور سوال و جواب)
مرتبہ منظور الٰہی صاحب ۔/۱۰ روپے

۱۴۔ ضرورت مجدد از مولانا محمد علی صاحبؒ ۔/۱۰ روپے

۱۵۔ مجدد کامل از خواجہ کمال الدین صاحبؒ ۔/۲۰ روپے

۱۶۔ کشتی نوح از حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ قادیانی ۔/۱۰ روپے

۱۷۔ رد تکفیر اہل قبلہ از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ ۔/۱۵ روپے

۱۸۔ وفات مسیح و نزول مسیح (قرآن و حدیث اور تاریخ کی روشنی میں)
از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ ۔/۱۵ روپے

۱۹۔ ہندوستانی مسلمان اور جہاد (ابو ظفر خوشابی مرحوم) ۔/۶۰ روپے

۲۰۔ اسلامی اصول کی فلاسفی (از حضرت مرزا غلام احمد صاحب) ۔/۳۰ روپے

مفت لٹریچر :۔

ا۔ البلاغ المبین (آخری لیکچر از حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ قادیانی)

۲۔ آسمانی گواہی حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ قادیانی کی صداقت پر اولیاء اللہ کی شہادت) مرتبہ ڈاکٹر خورشید عالم ترین صاحب

۳۔ ہمارے عقائد (لاہوری جماعت احمدیہ کے عقائد بحوالہ کتب بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) از ادارہ

۴۔ خاتم النبیین کی حقیقت (قرآن و حدیث، لغت اور محاورہ عرب کی روشنی میں)
از سید اختر حسین گیلانی صاحب

۵۔ خاتم النبیین (یعنی مسئلہ نبوت پر ایک فیصلہ کن بحث) از میاں رحیم بخش صاحب

۶۔ اسمہ احمد اس نام کے مصداق محمد ہیں نہ کہ مرزا غلام احمد صاحبؒ
از حضرت مولانا صدر الدین صاحب

۷۔ ختم نبوت اور علامہ اقبالؒ (علامہ اقبال کے تاثرات) مرتبہ ڈاکٹر خورشید عالم ترین صاحب

۸۔ مخالفین احمدیت کے اعتراضات اور علامہ نیاز فتحپوری کے جوابات
مرتبہ ڈاکٹر خورشید عالم ترین صاحب

۹۔ قادیانی مسئلہ اور لاہوری گروپ کی حیثیت کا تنقیدی جائزہ
از بشارت احمد بقا صاحب

۱۰۔ میاں طاہر احمد خلیفہ قادیان کی تقریر کا محققانہ جواب
(لاہوری جماعت احمدیہ کی طرف سے)
از شعبہ تصنیف و تالیف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا (دہلی)

۱۱۔ اختلاف سلسلہ احمدیہ کے اصل اسباب (لاہوری اور قادیانی فریق کے اختلافات)

۱۲۔ حقیقت اختلاف حصہ اول و دوم از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ

۱۳۔ احمدی مسلمان ہیں (جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ کا فیصلہ)

۱۴۔ جماعت احمدیہ کے دو فریق از مولانا محمد علی صاحب لاہوری

۱۵۔ مقدمہ حقیقت اسلام از حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ

۱۶۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر (تحقیقی مقالہ)

علاوہ ازیں شائقین حضرات حقیقی احمدیت کی معلومات و دیگر مفید و مفت لٹریچر منگوانے کے لئے مندرجہ ذیل پتے پر تحریر فرمائیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا (رجسٹرڈ)
L-25 A دلشاد گارڈن دہلی ۱۱۰۰۹۵ (فون : 2296616)

نوٹ

شائقین حضرات کتب بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے چوتھائی رقم پیشگی ارسال فرمائیں تاکہ بذریعہ وی پی کتب روانہ کی جائیں وصول شدہ رقم بل میں سے گھٹا دی جائیگی۔ ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔ کل رقم ایڈوانس بھیجنے کی صورت میں کتب بذریعہ رجسٹرڈ بک پوسٹ بھیجدی جائینگی۔

Printer, Publisher, Mumtaz Alam Printed at Harsha Process & Printers H-12, Mansrover Park Shahdra Delhi
Punblished From L/25A, Dilshad Garden Delhi-110095, Editor Mumtaz Alam Code : 011 Tel:- 2296616